

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_222868

UNIVERSAL
LIBRARY

دوسری جلد

خونی ہیرا



مارس سیلابا کے فرانسیسی ناول "دی ایرٹ آف آرسین لوبن" کا ترجمہ
ای مصنف کے دو دواؤں کے ترجمے، انقلابی پٹ اور شریف مجاہد بھی ملانے والے ہیں

پبلشر
لال برادر

منہر جم
تیرتھ رام فیروز پوری

جس کا درد وہی جانتا ہے
دوسرا کیونکر جان سکتا ہے؟

یوں تو کسی بھی مرض ایسا نہیں جسکی تکلیف سے مرعین ملاں و پریشان نہ ہو۔ لیکن جنتی سے دھڑکے مرعین خاص کر ناقابل برداشت تکلیف کی بہت ہی پریشان جو ہے اس امداد کن سائنس چھوٹے کی وجہ سے دم نکلے جاتے ہیں۔ نیزہ نگ حرام ہو جاتی ہو۔ دیکھئے آج ان کو کس قدر تکلیف ہے لیکن انھوں نے اس لاعلاج مرض کی بازاری دوا جو زیادہ تر پیشی اسٹیا ر و دھڑکے بھنگ بلا ڈونا پٹاس اور ڈوائڈ وے کر جنتی ہے اس کی فائدہ ہونا تو دور گزار مرعین بے موت مارا جاتا ہے۔ ڈاکٹر امیں کے برعکس کی کیمیائی اصول سے بنی ہوئی دھڑکے دوا ایک انمول جہز ہے۔ یہ صرف ہماری ہی بات نہیں ہے۔ بلکہ ہزاروں مرعین اس مرض سے شفا پا کر مداح ہیں۔ آپ نے بہت کچھ سوچ کر کیا ہوگا۔ لیکن ایک مرتبہ اکی جی آزماؤں کیجئے اس میں نقصان نہیں قیمت فی پیشی غیر محمولہ ڈاک ۴۔

اس دوا کے دو خاص فایده ہیں (۱) ایک خوراک میں دھڑکتا ہے (۲) اور کچھ روز کے استفا سے جڑ سے جاتا رہتا ہے۔ اور جب تک استعمال میں ہے دورہ نہیں ہوتا۔

پیرانا سوزاک

سوزاک پرانا ہو جانے پر پیشاب میں جلن نہیں ہوتی لیکن پیشاب رک کر آتا ہے۔ اور کبھی مواد بھی
 ٹراھوڑا آجاتا ہے جس سے کپڑے میں داغ لگتا ہے۔ گرم چیزوں کے کھانے سے یا دوسرے کسی سبب
 مراج میں گرمی آجانے سے مواد زیادہ آنے لگتا ہے اور کبھی بندھی ہو جاتا ہے۔ ایسی حالت میں پرانے
 سوزاک کی دوا استعمال کرنا چاہیے۔ اگر اس حالت میں بیماری کا علاج نہ کیا جائے تو اخیر میں پیشاب
 کی دھار باریک پڑ جاتی ہے پریشاب قطروں قطرہ آتا ہے اور کبھی اکیبارگی بندھی ہو جاتا ہے جس سے زندگی
 محال ہو جاتی ہے رحمت فیششی عالم محمدی لڑاک ۶۷

دیکھئے جناب! جو پختوی سنگھ صاحب پٹیل مری کیا فرماتے ہیں۔ آپ کے سوزاک کی دوا سے بہت فائدہ ہوا
مجھے پانچ ماہ سے سوزاک کا مرض تھا بھگم را جیڈ گونا گونا گونہ مینوسٹ سنگھ جی رگھوینی دیش ناگرہ۔ ڈاکٹر حکیم علامہ
زبدۃ الحکماء لاہور کی دوائیاں حسب تصور استعمال کیں مگر کچھ نہ ہوئی۔
سے فوہ حاصل ہوا۔ یعنی یہ کہ آپ کی دوا
۱۔ سر

دوسری جلد

1962

۶۲۲۷۷

خونی ہیرا

مارس لیبلانک کے ناول می ایرسٹ آف آسین یوین کا ترجمہ

منشی تیرتھ رام صاحب فیروز پوری

مترجم فنانہ لندن - انقلاب یورپ شریف پبلشرز وغیرہ

۱۹۲۲ء

لال برادر س

۷ - پارسنس روڈ نو لکھا لاہور

اس مکمل ناول کے جلد کتابی حقوق موجودہ پبلشر کو حاصل ہیں
جارج سٹیمپ پریس لاہور میں باہتمام لالہ انیسٹروس پبلشرز
قیمت ۱۲ روپے

مت اول

اردو زبان میں پہلی مرتبہ
زمانہ حال کے بہترین ناولٹ ولیم کلیپ کے بہترین ناول "شہنشاہ" کا اردو ترجمہ

منزل مقصود

عقرب چھپنا شروع ہو گا اور یقین جانتے کہ ایسا حیرت خیز اور پراسرار فسانہ اس پہلے آپ نے کبھی نہیں دیکھا
ولیم کلیپ کا نام عالمگیر شہرت رکھتا ہے۔ ذرا دیکھو ولایت کے سربزدار وہ خبر اس کی نسبت ناگوار
میدہم۔ مگر ولیم کلیپ بلاشبہ پراسرار ناول نویسی کی دنیا کا بادشاہ ہے۔

وہی گرافک۔ اس شخص کی تصنیف پڑھ کر دل ہی کہتا ہے کچھ اور بھی۔

ایوننگ نیوز وہ کون ہے جو مگر کلیپ کی تصنیف کو ایک بار پڑھنا شروع کرے اور پھر چھوڑ دے ہے۔
پالما گرنٹ سواہ ایک کے بعد دوسرے واقعہ کو اس تیزی کے ساتھ پیش کرتا ہے۔ اور اس
کے پیش کردہ واقعات اتنے دلنریب ہوتے ہیں کہ بروق اول سے دم آخر تک کتاب کو ہاتھ نہ
چھوڑنا دشوار ہو جاتا ہے۔

ڈبلی پوسٹ۔ اس کے ناول اتنے پراسرار اور دلنریب ہیں کہ پڑھنے والا شروع کرتے ہی محو
حیرت ہو جاتا ہے۔

منزل مقصود ایسے شہر فسانہ نگار کا ایسا جواب ناول ہے۔ کیا آپ اس کے
مطالعہ سے محروم نہیں گئے؟

قیمت وہی ۱۲ ان فی حصہ علاوہ محمد لڈاک ہوگی۔ لیکن سالانہ چندہ کثشت ادا کرنے کے لئے
صرف چھ کامنی آرڈر روانہ کرنا کافی ہے۔ پھر ایک ہلکہ ہر ماہ کی یکم کو بذریعہ رجسٹری پکیٹ آپ کو
پہنچتی رہے گی۔

اگر آپ کو انگریزی کے بہترین ناولوں کے بہترین تراجم دیکھنے کا شوق ہے۔ اور آپ اب تک
ہمارے مستقل خریدار نہیں بنے۔ تو آج ہی پہلا کام یہ کیجئے کہ چھ کامنی آرڈر پتہ ذیل سے بھجوائیے
آپ کو اس کے لئے کبھی افسوس نہ ہوگا۔

لال برادرین ۷۔ پارسر روڈ نوکھا۔ لاہور

دوسری جلد

خونی میرا

چوتھا باب

بڑھتی ہوئی الجھن

۱

خارجی اثرات سے کتنا بھی بالاتر ہو... اور یہ واضح رہے کہ شہزادک بالمران لوگوں میں ہے جو غصہ طالع سے کبھی متاثر نہیں ہوتے... تاہم دو سہتی میں بعض وقتے اس کم کے ضرور پیش آتے ہیں جب نہایت بے خوف آدمیوں کو بھی جدوجہد جاری رکھنے سے بے شتر اپنے قوا کو جمع کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

”آج میرا ارادہ چھٹی کرنے کا ہے۔“ بالمران نے کہا۔

”آدمیں... میں کیا کروں؟“

”واٹسن تمہارا کام آج کے لئے یہ ہے کہ اسباب کے جاتے رہنے سے قیصوں اور باقی کپڑوں کی جوگی ہو گئی ہے۔ اُسے نئے پارچا خرید کر کے پورا کرو۔ اس آٹن میں آرام کرنا چاہتا ہوں۔“

”آدمیں تمہاری نگہ رانی کر دوں گا۔“

واٹسن نے یہ الفاظ اس شخص کی اہمیت کے ساتھ کہے جسے پہرے کے کام پر لگایا گیا ہو اور جسے کئی طرح کے خطرات پیش آنے کا احتمال ہو۔ اس نے اپنی اچھائی پھیلائی۔ عضلات کو

تانا۔ اور تجسس نگاہ سے ہٹول کی اس محقر خراب جگہ میں چاروں طرف دیکھا جس میں وہ نواقصت گزین تھے۔

”جے شک واٹسن آج کے لئے تہدار کام پہرہ دینا ہے۔ اور میں اس عرصہ میں ایسی تجاویز سوچوں گا جن پر عمل کرنے سے ہم اپنے دشمن پر زیادہ آسانی کے ساتھ غالب آسکیں۔ واٹسن درحقیقت اب تک ہم لوہن کے متعلق بالکل ہی بھولے رہے۔ اب ابتدا سے پھر آغاز کرنا ہو گا۔“

”ٹھیک ہے۔ مگر کیا ہمارے پاس اس کے لئے وقت بھی ہے؟“
 ”میرے دوست ابھی نو دن باقی ہیں۔۔۔ یعنی ضرورت سے پانچ دن زیادہ۔“
 شرلاک ہالمر نے وہ شام تمباکو پیئے اور اونگھنے میں گزار دی۔ اور کام کا آغاز اگلی صبح پر ملتوی رکھا۔ دوسرے دن وہ کہنے لگا۔ واٹسن اب میں تیار ہو گیا۔ کیا اب کام شروع کیا جاوے؟
 ”ضرور۔ واٹسن نے جنگی اشتیاق کے ساتھ کہا۔ میرا دل معرکہ کے آغاز کے لئے سخت جے قرار ہے۔“

شرلاک ہالمر نے تین طویل ملاقاتیں کیں۔ ایک ریٹر ڈینٹن سے جس کے مکان کا اس نے بڑے غور سے معائنہ کیا۔ دوسری سوزین جربائے سے جسے اس نے بذریعہ تار بلایا تھا۔ اور جس سے اس نے سنہری بالوں والی عورت کی نسبت کی طرح کے سوالات پوچھے۔ تیسری ملاقات اس نے سیراگٹ سے کی جو بیرن ڈائمرک کے قتل کے بعد خانقاہ میں دوسرا جا چکی تھی۔

ہر ایک ملاقات میں واٹسن باہر انتظار کرتا تھا۔ اور جب ہالمر واپس آتا۔ تو یہ اس سے پتہ چل گیا اطمینان ہو گیا؟
 بالکل۔“

”مجھے پورا یقین تھا۔ کیونکہ اس مرتبہ ہم صبح راہ پر چل رہے ہیں۔ اب آگے چلو۔“
 انہوں نے دن بھر خوب ہی چکر کاٹے۔ ایونیو ہنری مارٹن میں بیرن ڈائمرک کے مکان پر کے دونوں طرف جو مکان تھے۔ ان میں گئے۔ اور وہاں سے رو کلیپرن میں پہنچے۔ ہالمر مکان نمبر ۵ کا سامنا حصہ دیکھ کر کہنے لگا۔ یہ تو ظاہر ہے کہ ان سب مکانوں کے درمیان خفیہ رستے بنے ہوئے ہیں۔ مگر جو بات میری سمجھ میں نہیں آتی۔۔۔“

یہ پہلا موقع تھا کہ واٹسن کے دل میں اپنے قابلِ دورت کے دنیا کی ہر بات سے واقف ہونے کی نسبت شبہ پیدا ہوا۔ سوچتا تھا۔ کیا بات ہے کہ اس کی طرف سے قول و فعل دونوں میں بخل ہو رہا ہے۔

واٹسن کے خیالات کو سمجھ کر ٹالفر کہنے لگا۔ بات یہ ہے۔ اس کمبخت لوہن کے معاملہ میں کام کرنے کے لئے کوئی مضمرین پیش نظر نہیں ہوتا۔ ہر بات ہر سری طور پر کرنی پڑتی ہے۔ صحیح واقعات سے نتائج اخذ کرنے کی بجائے یہاں صرف الفاظ سے کام لینا ہوتا ہے۔ اور یہ بات بعد میں دیکھی جاتی ہے۔ کہ وہ خیال جس پر عمل کیا گیا درست تھا یا نہیں۔

”لیکن ذکر ان خفیہ رستوں کا تھا۔“

”ہاں مگر اس سے کیا ہوگا؟ اگر مجھے یہ معلوم بھی ہو جائے کہ وہ کونسا خفیہ راستہ ہے۔ جس کی مدد سے لوہن وکیل کے مکان پر پہنچا۔ یا وہ کونسا ذریعہ تھا جس سے خوبصورت بالوں والی عورت بیرن کے قتل کے بعد فرار ہوئی۔ تو اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ کیا میں اس ہتھیار سے لوہن کا مقابلہ کر سکوں گا؟“

”جو کچھ بھی ہو۔ ہمیں اس پر وار کرنے کی کوشش ضرور کرنی چاہیے۔“ واٹسن نے کہا۔
الفاظ اسی اس کے منہ میں تھے کہ چیخ مار کر پیچھے ہٹا۔ معلوم ہوا۔ کوئی چیز ان کے پاؤں کے قریب آگئی ہے۔ دیکھا تو ایک تھیلہ تھا۔ ریت سے آدھا پر۔ ان کے قریب تر گرتا۔ تو دونوں سخت صدمہ پہنچنے کا اندیشہ تھا۔

ٹالفر نے نظر اٹھا کے دیکھا۔ تو معلوم ہوا کہ چند آدمی پانچویں منزل کی گیلری کے قریب پار پار ہو رہے ہیں۔

کہنے لگا۔ ”بڑی خوش قسمتی تھی کہ بچ گئے۔ ورنہ ان کمبختوں نے تو اپنی طرف سے جان لینے میں کسرت چوڑی تھی۔ مگر تھیلہ ایک گز اور اوجھر کو گرتا۔ تو ہمارے سروں پر آ رہتا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔۔۔“

وہ کچھ کہنا کہتا رہ گیا۔ اور تیزی سے چلتا ہوا مکان میں داخل ہو کر زینہ کی راہ سے اوپر چڑھا۔ اس نے پانچویں منزل کی گھنٹی بجائی۔ اور اپنے اضطراب کی حالت میں کمرہ میں داخل ہوا کہ وہ خادم جس نے دروازہ کھولا تھا۔ خوف زدہ ہو کر پیچھے کو ہٹ گیا۔ ٹالفر گیلری کی طرف بڑھا مگر وہاں کوئی موجود نہ تھا۔

اس نے نوکر سے پوچھا۔ ”وہ مزدور جو یہاں کام کر رہے تھے کہاں ہیں؟“
 ”ابھی گئے ہیں۔“

”کس راستہ سے؟“

”نوکرؤں کے زینہ کی راہ سے۔“

ٹائمر نے جھک کر نیچے کی طرف دیکھا بے شک دو آدمی بائیکل ہاتھوں میں لئے مکان کو نکلے ہوئے تھے۔ اس کے دیکھتے دیکھتے وہ سوار ہو کر نظروں سے غائب ہو گئے۔

ٹائمر نے دوبارہ اسی نوکر سے پوچھا۔ کیا یہ لوگ بہت دن سے یہاں کام کر رہے ہیں؟
 ”جی نہیں۔ انہوں نے آج ہی صبح کام شروع کیا ہے۔۔۔ بالکل نئے آدمی ہیں۔“

ٹائمر بھر نیچے آنکر واٹن کے پاس گیا۔ اور دو نوخت مایوسی کی حالت میں مکان کی طرف واپس ہونے لگا۔ وہ سردار دن بھی انتہائی افسردگی کی حالت میں بسر ہوا۔

۲

اگلے دن بھی انہوں نے ایسا ہی پروگرام اختیار کیا۔ اور ایونو ہنری مارٹن والے مکان کے سامنے ایک بچ پریچٹ گئے۔ واٹن ان تین مکانات کے سامنے ناقابل ختم انتظار سے عاجز آچکا تھا۔ وہ سوچ رہے تھے۔ ٹائمر آخر تم یہاں کس کے انتظار میں بیٹھے ہو؟ کیا یہ سمجھتے ہو کہ غرقِ سبب لوہن اس مکان سے باہر نکلے گا؟

”نہیں۔“

”پھر کیا سنہری بالوں والا عورت کا انتظار ہے؟“

”نہیں تو۔“

”آخر بات کیا ہے؟“

”میں صرف اس انتظار میں ہوں۔ کہ کوئی واقعہ۔۔۔ کوئی چھوٹا سا واقعہ ظہور میں آئے۔ جسے

۔۔۔ اپنے آئینہ طریق کار کا مرکز بنا سکوں۔“

”اور اگر ایسا واقعہ ظہور میں نہ آیا؟“

”تو پھر میرے اپنے دل میں کوئی نہ۔“

”پروگرام تیار کر سکوں گا۔“

صبح کے طویل انتظار میں صرف ایک واقعہ ظہور میں آیا۔ اور وہ بھی سخت ناگوار۔ ایک

شریف مرگھڑے پر سوار اس راستہ پر چل رہا تھا جو ایونیکی دورنگوں کے درمیان حائل ہے کہ یکایک گھوڑا بھر کا اور اس بچے سے لگا جس پر یہ بیٹھے تھے۔ مالز کے شانہ میں سخت چٹ آئی۔

”اوہ! اس نے چلا کر کہا۔ اگر تمہارا گھوڑا ذرا سا قریب ہوتا۔ تو میرا کندھا ٹوٹ جاتا۔“
سوار گھوڑے کو قابو میں لانے کی بہت کوشش کر رہا تھا۔ یکایک سوار فرسان نے ہستول نکال کر اس کا نشانہ لیا۔ اور قریب تھا کہ فائر کر دے۔ مگر واٹسن نے اس کے بازو کو مضبوط پکڑ لیا۔ اور کہنے لگا۔ ”شر لاک پاگل ہو گئے ہو کیا؟“ بندہ خدا کسی کا خون نہ کر دینا۔“
”چھوڑو۔ روٹن۔۔۔ چھوڑو۔“

دونوں زور کی جھڑپ ہونے لگی۔ اس عرصہ میں سوار اپنے گھوڑے کو قابو میں لے کر ایک طرف کور دانہ ہو گیا۔

جب فاصلہ پر چلا گیا۔ تو واٹسن اس انداز سے گویا اس نے کوئی بڑا نیک کام کیا ہو کہنے لگا۔ ”لو اب چاہتے ہو تو فائر کرو۔“

”مگر بے وقوف تم دیکھتے نہیں ہو۔ کہ یہ شخص آرمین لوپن کا کوئی رفیق تھا۔“
”شر لاک مالز فرط غضب سے کانپ رہا تھا۔ واٹسن دردناک لہجہ میں رک رک کر کہنے لگا۔
”کیا کہتے ہو؟۔۔۔ یہ شخص۔۔۔؟“

”ماں یہ شخص لوپن ہی کا رفیق تو تھا۔ اس فردور کی طرح جس نے ریت کا تھیلا ہمارے سروں پر پھینکا۔۔۔“

”یہ بات کچھ جچی نہیں۔“
”جچی ہو یا نہ۔ اس سن کا ثبوت ابھی مل جاتا۔“
”اس شخص کو جان سے مار کے؟“

”نہیں اسے گھوڑے سے گرا کے۔ تم فراہم نہ ہوتے۔ تو میں لوپن کے ایک رفیق پر تو غالب آجاتا۔ دیکھ لو۔ تم سے کتنی بڑی حماقت کا ارتکاب ہوا۔“

سپر کا وقت خاموشی میں گزرا۔ اور اس عرصہ میں واٹسن اور شر لاک مالز میں کوئی گفتگو نہ ہوئی۔ لیکن پانچ بجے جب یہ دو کلہرن میں نشست لگے۔ سہے تھے اور عمدہ مکانات سے پرے ہو کر چلے تھے۔ تین نوجوان جن کا رنگہ معلوم ہوتے تھے۔ ایک دوسرے کے بازو میں

بازو ڈالے گاتے ہوئے آن کے پاس آئے۔ اور ان سے ٹکرا کر ایک دوسرے سے جدا ہونے کے بغیر گزر جانے کی کوشش کی۔ ٹالفر کا مزاج پہلے ہی بگڑا ہوا تھا۔ اس لئے مزاحم ہوا۔ فساد بڑھ گیا ٹالفر نے فوجاءوں میں سے ایک کی چھاتی اور دوسرے کے منہ پر مٹکا لگایا۔ اس پر وہ دونوں ایک طرف کو ہٹ گئے۔ اور تیسرے کو ساتھ لیکر چلے گئے۔

”آہ! ٹالفر کہنے لگا۔ اب میری طبیعت سنبھل گئی... اعصاب میں جو کشیدگی تھی اس واقعہ نے اسے رفع کر دیا۔“

مگر اس نے دیکھا کہ واٹسن ایک دیوار کے ساتھ ٹکا کھڑا ہے۔ کہنے لگا۔ ”کیوں کیا بات ہے؟ تمہارے چہرہ کی رنگت زرد کیوں ہے؟“

واٹسن نے اپنے ایک بازو کی طرف اشارہ کیا۔ جو بے جان سا ہو کر پہلو میں ٹک رہا تھا۔ اور ہوا میں نہیں کہہ سکتا۔ کیا بات ہے... مگر میرے بازو میں بہت تکلیف ہے۔“

”بازو میں؟... بہت تکلیف ہے کیا؟“

”ہاں۔ دائیں بازو میں۔“

اس نے اسے اٹھانے کی کوشش کی۔ مگر اٹھانہ سکا۔ ٹالفر نے بازو کو ٹانگہ میں لے کر ٹوٹا۔ پہلے آہستہ سے حرکت دی۔ پھر یہ جاننے کے لئے کہ تکلیف کس قدر ہے۔ اسے زیادہ زور سے ہلایا۔ واٹسن کو اتنا درد محسوس ہوا کہ جب ٹالفر اسے پاس ہی ایک دو فروش کی دوکان پر لے گیا۔ تو احتمال تھا کہ وہیں غش کھا کر گر جائے گا۔

دو فروش اور اس کے ٹالفر نے جو کہہ سکتا تھا کیا۔ لیکن معلوم ہوا کہ وہی ٹوٹا کئی ہے۔ اس لئے کسی جراح سے مشورہ لینا ہوا۔ اس ٹالفر میں راضی کا بازو ٹنگا کر کے رکھا گیا۔ جس سے اس نے مارے درد کے بڑے زور سے چیخا شروع کر دیا۔

”بس بس۔ بہت سے کام لو۔“ ٹالفر اپنے درست کا بازو پکڑ کر کہنے لگا۔... ”پانچ چھ ماہ کے عرصہ میں تم اس تکلیف کو بالکل بھول جاؤ گے... لیکن میں ان بد معاشوں کو بہت جلد سیدھا کر دوں گا... تم سمجھ گئے ہو گے یہ ساری شرارت اسی کج نیت لوہن کی ہے... میں تم کھا کے کہتا ہوں کہ اگر کبھی...“

اس نے نفرت کو نامکمل ہی چھوڑ کر اپنے درست کا بازو جو ٹانگہ میں ٹکابے اسی طرح سے ڈال دیا جس سے اس غریب کو تڑپ تکلیف محسوس ہوئی۔ کہ غش آنے لگا۔ اپنا دوسرا ٹانگہ پیشانی

پر مار کر وہ بہت دیر تک درو سے کھڑا رہا۔

یہ ایک شرلاک ڈالز کہنے لگا۔ ”داٹن میرے دل میں ایک خیال پیدا ہوا ہے... کیا یہ ممکن ہے...؟“

وہ تھوڑی دیر بے حرکت کھڑا رہا۔ آنکھیں سامنے کی طرف بند کر کے غور سے دیکھنے لگا۔ وہ سمجھتا تھا کہ یہ سب کچھ واضح ہو گیا... معاملہ کی حقیقت میرے پیش نظر ہے... میں پہلے ہی کہہ رہا تھا۔ کہ میرے دل میں ضرور کوئی خیال پیدا ہو چکا تھا... دوست داٹن یقیناً اس بات سے تم بھی خوش تھے... اور یہ چند بہم نفع کے کہ کوہ داٹن کوہ میں چھوڑ کے دوڑتا ہوا بازار میں چلا۔ اور مکان نمبر ۲ کے سامنے جا بیٹھا۔

دروازہ کے اوپر دوئیں جانب ایک پتھر پر ہمار کا نام ان لفظوں میں لکھا ہوا تھا ”سٹیج ہمار“

یہی کتبہ مکان نمبر ۲ پر موجود تھا۔ مگر یہ بات بجائے خود چنانچہ غیر معمولی تھی۔ دیکھنا یہ تھا کہ ایونو ہنری مارٹن والے مکان پر کیا لکھا ہوا ہے؟

ایک خانی گاڑی پاس سے گزر رہی تھی۔ اس نے گارڈیان کو روکا۔ اور اس میں سوار ہو کر کہنے لگا ”مارٹن درو تیزی سے ممکن ہو مکان نمبر ۱۳ ایونو ہنری مارٹن کی طرف چلو۔“

گاڑی کے اندر کھڑا وہ گھوڑے کو تیزی پر چلنے کے لئے اکساتا۔ اور گارڈیان کو بار بار انعام دے کر رہا تھا۔

”دیر تیز... اور بھی تیز...“

جس وقت گاڑی روٹیا لیمپ کی طرف مڑی۔ تو شرلاک ڈالز سخت ڈھنسی اذیت میں تھا۔ سوچتا تھا۔ کیا میں آخر کار معاملہ کی تہ تک پہنچ گیا؟

مکان کے ایک پتھر پر اس نے یہ الفاظ پڑھے ”سٹیج ہمار“ اور اس پاس کے مکانات پر بھی اُسے یہی کتبہ نظر آیا۔ ”سٹیج ہمار“

۳۳

اس جوش کا جو شرلاک ڈالز نے محسوس کیا تھا۔ اتنا اثر ہوا۔ کہ اب وہ چند منٹ کے لئے فراموش ہو گئے۔ کاپتیا ہوا گاڑی کے اندر بیٹھ گیا۔ پہلی مرتبہ اُسے تاریکی میں روشنی کی ایک سی جھلک نظر آنے لگی۔

تھی جس طرح کوئی شخص کسی عظیم انسان اور تاریک جہل میں جھٹکتا ہوا آخر کار ہزاروں ایک ٹونڈیوں میں سے ایک پر دشمن کی اختیار کردہ راہ کے نشانات دیکھتا ہے۔ تو خوشی سے بھولا نہیں سہاتا وہی حال اس وقت شریک ملز کا تھا۔

وہ ایک ٹیلیفون گھر میں داخل ہوا اور کہا کہ میں شاؤ ڈاکر وزن سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ نوکوش نے اس کی آواز کا جواب دیا۔

”ہلو... جیٹھ تھیں ہیں کیا؟“

”کون مشر ملز؟ کیا سب کام اچھی طرح ہو رہے ہیں؟“

”بہت اچھی طرح۔ مگر آپ بتائیے... ہلو آپ موجود ہیں کیا؟“

”ہاں...“

”میں یہ پوچھ رہا تھا کہ شاؤ ڈاکر وزن کب تعمیر ہوا تھا؟“

”یہ قدیم عمارت ہے۔ مگر تیس سال گزرے جل گئی تھی۔ اس وقت اسے دوبارہ تعمیر کیا

گیا تھا۔“

”کس نے اسے تعمیر کیا تھا۔ اور کب؟“

”مکان کے صدر دروازہ پر ایک کتبہ موجود ہے۔“ لوسین ڈیشنگ معمار ۱۸۸۷ء

”شکریہ میڈم۔ الوداع!“

”خدا حافظ۔“

ٹیلیفون سے وہ یہ کہتا پیچھے ہٹا۔ ڈیشنگ... لوسین ڈیشنگ... یہ نام غالباً میں نے سنا

ہوا ہے۔“

وہ ایک لائبریری میں داخل ہوا۔ ارز زمانہ حال کی ایک سوانحی نعت دیکھی۔ اس میں سو

ڈیشنگ کے متعلق حسب ذیل سطروں نقل کیں۔

”لوسین ڈیشنگ ۱۸۸۷ء میں پیدا ہوا۔ اسے ایک اعلیٰ تہذیب دیا گیا۔ یحییٰ آف آئر کا انگریز

فن تعمیر اس نے کئی قابل قدر کتابیں تصنیف کیں۔ وغیرہ وغیرہ۔“

یہاں سے وہ پھر کسی دوسرا ساز کی دوکان پر پہنچا۔ اور وہاں سے اس ہسپتال میں گیا۔ جہاں

ڈاکٹر کو اٹھا کر لے گئے تھے۔ اس کا بازو کچھ پیچوں میں بندھا ہوا تھا۔ بیچارے کو تیرہ بجار ہوا گیا

تھا۔ اور نہ جان بھی کوتا تھا۔

ماقراس کے قریب پہنچ کر کہنے لگا۔ ”نومر کو فتح ہو گیا۔ ایک زبردست سرانج بننے لگ گیا ہے۔“

”کیا سرانج؟“

”وہ جس سے کامیابی حاصل ہونا یقینی ہے۔ اب میں اس راہ پر چل رہا ہوں۔ جہاں کئی علامات اور نشانات دیکھنے میں آئیں گے۔۔۔“

”سگرٹ کی راکھ کے؟“ واٹسن نے معاملہ میں کسی قدر دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا۔

”بہت سی چیزوں کے۔ واٹسن میں نے اس پراسرار کڑی کو دریافت کر لیا ہے جو خوشنما بانوں والی عورت کے تینوں واقعات کو ایک دوسرے سے ملاتی ہے۔ سوال یہ تھا۔ کہ آرمین لوپن نے اپنے کام کے لئے ان مین مکانات کو جہاں اس نے تینوں کام کئے ان خصوصیت سے کیوں پسند کیا؟“

”پھر؟“

”اس لئے کہ ان تینوں کو ایک ہی معمار نے بنایا ہے۔ تم کہتے ہو۔ یہ معلوم کرنا کچھ مشکل نہ تھا بے شک تمہارا خیال درست ہے۔ اسی لئے کسی نے دھرتیہ نہیں دی تھی۔“

”سوا تمہارے“

”ماں سوامیرے۔ اور اب میں سمجھتا ہوں۔ کس طرح ایک ہی معمار نے تینوں مکانات کو ایک ہی نقشہ کے مطابق تعمیر کر کے تین ایسے کاسوں کو ظہور میں آنے کا موقعہ دیا۔ جو اگرچہ بالکل آسان اور سہل تھے۔ مگر باوی النظر میں معجزانہ دکھائی دیتے تھے۔“

”کتنی خوش نصیبی ہے۔“

”بہ شک اس لئے کہ اب میرا صبر بھی جواب دینے لگا تھا۔۔۔ اس کے علاوہ آج چوتھا دن ہے۔“

”وہ میں سے؟“

”ماں۔ لیکن آئندہ سکے لئے۔۔۔“

وہ اتنا خوش تھا۔ کہ اپنی جگہ پر بیٹھا نہیں رہ سکا تھا۔ کہنے لگا۔ ”میں سوچتا ہوں جس طرح ان بدعاشوں نے بازار میں چلتے ہوئے تمہارا بازو توڑ دیا۔ اسی طرح کیا محب کہ مراد میرا بازو دیتے۔ کیوں واٹسن تمہارا کیا خیال ہے؟“

داٹن اس خیال سے کانپ اٹھا۔

ماہر سلسلہ بیان جاری رکھ کر بولا ”دیکھ دوست ہمیں اس واقعہ سے سبق حاصل کرنا چاہیے
اب تک ہم سے ایک بڑی بیماری غلطی کا ارتکاب ہوتا رہا۔ یعنی ہم نے لوہن کا مقابلہ کھلے میدان
میں کیا۔ اور ناتق اس کے دار پہ غنیمت ہے کہ معاملہ ہمیں تک محدود نہ رہا۔۔۔“
”گاہ اور انہوں نے میرا بازو تھوڑا لالا۔ داٹن نے رد سے کہا ہے ہوئے کہا۔

”خدا کا اگر وہ ہم دونوں سے یہی سلوک کرتے۔ تو چنداں تعجب نہ تھا۔ بات یہی ہو، کھلی روشنی
میں کام کر سکتے ہوئے جلد شکست ایسا ہو جاتا ہوں۔ البتہ پوشیدہ رہ کے کام کروں۔ تو پھر دشمن
کی طاقت فنی ہی ہے۔ میرا ضرور اس پر غالب آتا ہوں۔“

اس کے علاوہ اب گینیا رٹ سے بھی امداد حاصل کی جاسکتی ہے۔“

”بالکل نہیں گینیا رٹ سے میں اسی وقت مدد حاصل کروں گا۔ جب یہ بات کہہ سکوں گا۔ کہ
آئسین یہاں موجود ہے۔ وہ اس جگہ چھپا ہوا ہے۔ اور تمہیں اس کو یوں گرفتار کرنا چاہیے۔
بس اس روز میں گینیا رٹ کو ان دو مقامات میں سے کسی ایک میں تلاش کروں گا جن کا اس نے
بغٹہ پتہ دیا تھا۔ یعنی اس کے مکان واقع رو پر گولیس میں یا ٹیورن سڑکیں واقع پٹیس ڈشائن
میں۔ اس وقت تک میں اکیلا ہی کام کر دوں گا۔“

وہ اس چار پانی کے قریب گیا جس پر داٹن لیٹا ہوا تھا۔ اور اپنا ماتہ اس کے دیکھتے
ہوئے شانہ پر رکھ کر محبت اچھو میں کہنے لگا ”میرے دوست ہیر وار رہنا۔ آئندہ کے لئے تمہارا
کام ہوئے کے دو تین آدمیوں کو مصروف رکھنا ہو گا۔ وہ اس انتظار میں بہت سادقت ضائع کر چکے
کہ میں کب اگر تمہاری عافیت مزاج دریافت کرتا ہوں۔ یہ کام چپ چاپ کرنے کا ہے۔“
”بہت اچھا“ داٹن نے انداز شکر گداری سے جواب دیا ”میں تمہارے کہنے پر پوری طرح
عمل کر دوں گا۔ مگر کیا اب تم میرا حال دیکھتے نہیں آؤ گے؟“

”میرے آسنے کی کیا ضرورت ہے؟“ ماہر نے سر دھری سے پوچھا۔

”گاہ ٹھیک کہتے ہو۔۔۔ میری حالت ابی خیر۔ جی جی ہوئی چاہیے۔ مگر شراک جلنے
لگے ہو۔ تو ایک کام کرنے مانا۔ مجھے سخت پیاس لگی ہے۔ تھوڑا سا پانی دو۔“
”پانی؟“

”ہاں، خیر، کھانا خیر ہے۔ بخار کی حدت۔۔۔“

اس طرف لے آئی؟

”میں مرث آپ کی زیارت اور میڈیوازل ڈسٹنچ سے ملنے کو حاضر ہوا تھا۔“

”تم کب واپس ہوئے؟“

”کل۔“

”کھانے کے لئے بیٹھو گے کیا؟“

”شکریہ ادا کرتا ہوں۔ مگر آج چند دوستوں نے دعوت دے رکھی ہے۔۔۔“

”خیر توکل ضرور آنا کھلو ملے تمہاری تاکید کرو۔ میکیم میں کئی دن سے تمہیں یاد کر رہا تھا۔“

”یہ آپ کی عنایت ہے۔“

”میں اس الماری میں بعض پرانے کاغذات درست کر رہا تھا۔ ان میں ہمارے پرانے حساب

کا کاغذ بھی برآمد ہوا۔“

”کون سا؟“

”ایو نیو ہیری مارٹن کے تعلق۔“

”تو کیا آپ اب تک اس روی کاغذ کو محفوظ رکھنا چاہتے ہیں؟ کس لئے۔۔۔؟“

”تینوں ایک فقرہ شگاہ میں داخل ہوئے جس کا دور دورہ کتب خانہ کے اندر کھدا تھا۔“

”شرکاء مارک کے دل میں شبہ پیدا ہوا کہ کہنے لگا۔ ”کیا یہ لوہن ہو سکتا ہے؟“

”مارک سے وہی معلوم ہوتا تھا۔ لیکن ممکن تھا کوئی اور ہو۔ کیونکہ اگرچہ شکل شبہ میں وہ

آئین لوہن سے ملتا تھا۔ تاہم اس کی شخصیت میں بعض خصوصیتیں مختلف تھیں۔ مثلاً اظہار

زبانہ۔ بدن کی رنگت وغیرہ۔“

اس نے شام کا لباس پہنا ہوا ہنسنا لگے۔ ”فیڈلٹی اور نرم نہیں تھی۔ وہ اس قسم کی

رہا تھا جنہیں سن کر ایم۔ ڈسٹنچ بڑے زور سے ہنسنے لگتا۔ اور کھوٹلے کے لبوں پر بھی مسکراتی

ہو جاتی۔ بظاہر یہ شخص جسے شرکاء مارک آئین لوہن سمجھتا تھا کھوٹلے کی اس مسکراہٹ کو قدر

کی نظر سے دیکھتا تھا۔ اور جب وہ مسکراتی۔ تو اس کے اچھے چہرہ پر اطمینان کے آثار زور و جذبہ

جاتے تھے۔ بہتر بیچ اس شخص کی خوشی بڑھ رہی تھی۔ اس کی صاف اور مسرت آنکھیں آواز کے اثر

سے کھوٹلے کے چہرہ پر بھی رونق آگئی۔ اور اب وہ افسرو کی دور ہو گئی۔ جس کے خوبصورت چہرہ

کو بد نما کرتی تھی۔“

ایک گٹ ۱۰

تو پھر اس کے پیچھے

پر چل رہے تھے۔ اور دوسری

اپنے دل میں ملنے لگی "ضروریہ آدی بھی اس کا پیچ رہے ہیں۔"

اس خیال نے اُسے بے حد آرزو کر دیا۔ کہ بعض اور لوگ بھی آرسین پون کے تائب میں لگے ہوئے ہیں۔ کیونکہ ممکن تھا وہ اُسے گرفتار کر کے خود اسے اس عظیم راحت اور ناقابل بیان مسرت سے محروم کر دیتے۔ جو اسے اپنے دشمن پر غالب آنے سے جو سکتی تھی۔ اگرچہ ایک ہونے سے اسے خوف کی شہت میں جو حصہ ملتا۔ وہ بھی کچھ کم نہ تھا۔ تاہم اس کی اُسے ہزاروں پر دانت تھی۔

بہر حال ان چار شخصوں کے متعلق کسی طرح کی غلط فہمی ہو یا غیر ممکن تھا۔ وہ ٹھیک اسی تھیں۔ انداز سے چل رہے تھے۔ جو کسی شخص کا تعاقب کرنے والے میں پایا جاتا ہے۔ یعنی ان کی نگاہ اس کی طرف جھی ہوئی تھی۔ اسی کی رفتار کے انداز سے قدم اٹھاتے اور باقی معاملات پر بالکل توجہ نہیں دیتے تھے۔

"کیا گینارڈ کو اس سے زیادہ حالات معلوم ہیں جس قدر وہ ظاہر کرتا ہے؟" اگلے نے اپنے دل میں سوچا۔ "کیا وہ مجھے اس معاملہ میں ٹھکانا چاہتا ہے؟"

ایک بار اس کے جی میں آئی۔ کہ ان چار آدمیوں کے قریب پہنچنا نہیں اپنا شریک کا بدلے۔ مگر جس وقت یہ لوگ بلڈارڈ کے قریب پہنچے۔ تو ہجوم اتنا زیادہ ہو گیا۔ کہ وہ اس تجویز کو عمل میں نہ لاسکا۔ اب اس کے دل میں اندیشہ پیدا ہوا۔ کہیں پون نظریوں سے غائب نہ ہو جائے۔ پس وہ زیادہ قریبی سے آگے کی طرف چلنے لگا۔ اور ٹھیک اس وقت بلڈارڈ میں داخل ہوا۔ جب پون روڈ دھیلڈ کی ٹارڈ پر رٹارٹ ہو گیا۔ اسے میں قدم رکھنے کو تھا۔ رٹارٹ کا دروازہ کھلا تھا۔ اور اگلے نے اس کی ایک پنج پر جھڑک کے دوسری ہاتھ رٹارٹ کے تین سلسلے کھینچے۔ ہوئی تھی۔ بیچہ کر اسے ایک بیڑے کے قریب نشست۔ ماسٹل گتے دیکھا۔ جو ڈی خوش اسلوبی سے سجی ہوئی تھی۔ اور جس پر تباہیت خوشا پھول چھپے ہوئے تھے۔ تیس دروازے جو شام لباس پہنے ہوئے تھے۔ اور دو خوش پوش عورتوں نے جو اس کے انتظار میں تھیں اس کا ہر تپاک خیر مقدم کیا۔

سائنس پرستہ ایک نے اپنی ڈبیہ سے سگڑ نکالنا۔ اور ایک شخص سے اس کے
 ہاتھس نے ذرا بکڑ پھنسا ہوا تھا۔ اور جس کے سر پر اونچی ٹوپی تھی۔ اس شخص نے اس کے
 سگڑ کے لئے باسلائی پیش کی۔ مگر ٹائٹل نے تجویز کیا کہ وہ شخص سگڑ جلاسنے کے کام پر
 متوجہ نہیں۔ بلکہ کچھ مفصل گفتگو کر رہے ہیں۔ آخر کالہ وہ مرد شریف جس نے دیاسلائی پیش کی
 تھی۔ دستار سنت کے دروازہ کے قریب پہنچا۔ اور اندر کی طرف دیکھا۔ پھر وہ لوہے کے قریب
 گیا۔ اس سے چند کلمات کچھ قریب ہی ایک میز پر بیٹھ گیا۔ اور اب بالکل اعلیٰ مرتبہ یہ بات
 محسوس ہوئی کہ یہ شخص وہی ہے جس کی بدولت الیوتیہ پہلی بارش میں حادثہ پیش آنے
 لگا تھا۔

معاذ اس نے سارے معاملہ کا بھی اچھے طریقہ سمجھ لیا۔ اس میں کے تعاقب کا کیا ذکر یہ لوگ تو
 وحشیہ تھے۔ اسی کی جماعت کے آدمی تھے۔ جو اس کی نگرانی کر رہے تھے۔ انہیں اگر اس کا
 باڈی گارڈ تو اس کی مجلس کے اہلکار یا محافظ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ جہاں کہیں ان کے
 آقا کو خطرہ کا سامنا ہوتا یہ لوگ اس کی حفاظت اور اسے خطرہ سے خبردار کرنے کے سلسلہ
 پہنچ جاتے تھے۔ چنانچہ وہ مرد شریف جس نے ذرا بکڑ پھنسا ہوا تھا۔ وہ بھی لوہے کی
 راکھی تھا۔

انگریز سرخسوں کے ہاتھ میں لکچر پیدا ہوئی۔ سوچنے لگا کیا میں ایسے دشوار الحصول
 شخص پر قابو پانے میں کامیاب ہو سکتا ہوں؟ اس کے اور اس کے مددگاروں کے اختیارات
 وسیعہ اور بے انداز معلوم ہوتے تھے۔

اس نے اپنی نوٹ بک کا ایک ورق بھاڑا۔ پندرہ سو سے اس پر چھ سطروں لکھیں اور
 دیکھا۔ ایک پندرہ سالہ لڑکے کے ہاتھ لیا۔ جو قریب ہی دوسری پنچ پر لیٹا ہوا تھا۔
 کہنے لگا۔ یہاں لڑکے تم گمراہی کی گاڑی میں بیٹھ جاؤ۔ یہ خط اس جوان عورت کو دینا۔
 جو تیراں سید ہے۔ اور قریب ہی دو جگہ کے شرب خانہ کی میز کے پیچھے کھڑی ہوگی۔ یہ کام

جس قدر جلد ممکن ہو کرنا۔

اور یہ کہہ کر اس نے پانچ فرینک کا سکہ اس کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ لڑکا فوراً وہاں سے رخصت ہو

گیا۔

نصف گھنٹہ گزر گیا۔ اب ہجوم کی تعداد میں اضافہ ہو گیا تھا۔ اور ٹائلز کو لوہن کے ساتھی صرف گاہ
بہ نظر آتے تھے۔ اس کے بعد کوئی شخص اس کے قریب ہو کر گذرا۔ اور ایک آواز اُسے یہ کہتی
تھی "دی مسٹر ٹائلز فرم ایسے میں کیا خدمت بجالا سکتا ہوں؟"

"مسٹر گینیارڈ آپ آگئے کیا؟"

"آپ نے رقعہ جو بھیجا تھا۔ فرم ایسے کیا معاملہ ہے؟"

"فقط یہ کہ وہ اندر موجود ہے!"

"کیا کہتے ہو؟"

"اندر... رٹارنٹ میں... ذرا قریب تر ہو کر دیکھیے۔ کیا اب نظر آیا؟"

"نہیں"

"وہ شخص جو بائیں جانب بیٹھی ہوئی بیڈی کا گلاس پکڑ رہا ہے۔"

"مگر وہ نو لپون نہیں۔"

"حضرت دی ہے۔"

"نہیں میں آپ کو یقین دلاتا ہوں... اگرچہ باوجود اس کے... وہ! بدعا حق کہیں کا..."

"سمورت بنائی ہے! گینیارڈ بھلے پن سے کہنے لگا۔ اور یہ باقی کون لوگ ہیں؟ کیا یہ سب

اس کے ساتھی ہیں؟"

"نہیں۔ وہ خاتون جو اس کے قریب بیٹھی ہے۔ بیڈی کلاؤڈن ہے۔ دوسری ڈچس آف کلینٹ

ہے۔ اور اس کے بالمقابل ہسپانیہ کا سفیر مقیم لندن بیٹھلے۔"

گینیارڈ نے جوش میں بھر کر شرک کی طرف قدم بڑھایا۔ مگر ٹائلز نے اُسے روک دیا۔ کہنے لگا

"اتنے لاپرواہ نہ بنئے۔ دیکھتے نہیں کہ آپ اکیلے ہیں۔"

"مگر وہ بھی تو اکیلا ہے۔"

"نہیں۔ اس کے مخالفہ بلارڈ میں موجود ہیں۔ اور ایک شخص تو رٹارنٹ کے اندر بھی اس

کے پاس بیٹھا ہوا ہے۔"

”ٹھیک ہے۔ لیکن مجھے توقع تھی اس قدر کہ ناہنگا۔ کہ اسے گریبان سے پکڑ کے اس کا نام لے کر چلانا شروع کر دوں۔ پھر رٹارنٹ کا ہر شخص میرا حامی بن جائے گا۔“

”میری رائے میں چند سرانجاموں کی امداد حاصل کرنا بہتر ہوگا۔“

”تا کہ وہ لوگوں کے دوستوں کا مقابلہ کر سکیں۔۔۔ نہیں سٹرٹلےز یہ وقت ہیں وپیش کا نہیں۔“

اس کا خیال درست تھا۔ اور ٹالنے بھی یہی محسوس کیا۔ اس نے جانا کہ اس وقت کو شش کر دیکھنا چاہیے۔ ان غیر معمولی حالات سے ناپاہ اٹھانا ہی بہتر ہے۔ پس اس نے گینارٹ سے کہا۔ اس کی ضرورت کو شش کیجئے کہ کوئی آپ کو چھان نہ لے۔“

وہ خود ایک اخبار فروش کے شال کے پیچھے اس انداز سے چھپ گیا کہ وہیں اس کی نگاہ کے سامنے رہے۔ وہ اس وقت ہنر پر چھکا ہوا ایڈیٹی کلاؤڈن کے رہبر مسکرا رہا تھا۔

انپکٹر ٹرک سے گذر کر رٹارنٹ کی طرف چلا۔ اس نے دونوں ہاتھ جیبوں میں ڈالے ہوئے تھے۔ مگر نگاہ سامنے کی ہوئی تھی۔ رٹارنٹ کے قریب پہنچ کر وہ جلدی سے پیچھے کی طرف گھوا۔ اور تیزی سے پتھر کی ان چند طیر جیبوں پر پڑھنے لگا۔ جو باہر بنی ہوئی تھیں۔

اس کے ساتھ ہی بیٹھی کھینچنے کی آواز سنائی دی۔ دفعتاً رٹارنٹ کے بڑے خادم نے دروازہ میں کھڑے ہو کر رستہ روک دیا۔ اور گینارٹ سے ”نگہرا کر اسے اس طرح حفاظت کے ساتھ پیچھے کی طرف دھکیلا۔ گویا وہ کوئی نہایت اونے حیثیت کا آدمی تھا جس کے ناپسندیدہ لباس سے رٹارنٹ کی شان میں فرق آنے کا احتمال ہے۔ گینارٹ لڑا کھڑا گیا۔ اور عین اس وقت وہ مروثر تعینات جس نے فرار کو ٹھہرا ہوا تھا۔ باہر نکلا۔ اس نے انپکٹر کی حمایت کرتے ہوئے خادم سے برزور جھگڑنا شروع کر دیا۔ اس بعد وہ میں گینارٹ ان دونوں کے ہاتھوں میں پھنسا رہا۔ ایک ایک طرف کو کھینچتا تھا۔ دوسرا اپنی طرف کو جتنے کہ باوجود تمام کوششوں اور پر جوش اعتراضات کے بد نصیب شخص کو دھکیل کر طیر جیبوں سے نیچے گرا دیا گیا۔

دیکھتے دیکھتے بہت لوگ جمع ہو گئے۔ پولیس کے دوسرا بھی جو وہاں آ پہنچے تھے۔ ہجوم سے گذر کر آگے بڑھنا چاہتے تھے۔ لیکن ان کے آگے کوئی بعید از فہم روک اس قسم کی وجہ تھی۔ جو انہیں آگے بڑھنے نہیں دیتی تھی۔ نہ معلوم آرمی انہیں اپنے شاخوں اور پیچھے سے ڈھکے اور دھکیل رہے تھے۔

مقتور ڈی ویرہ حالت برہی۔ اس کے بعد کئی پراسرار طریق پر دستہ افزہ صاف ہو گیا تمام

نے اپنی غلطی محسوس کر کے بڑے انکسار کے ساتھ معافی مانگی جس مرد نے تشریف نے فزح کوٹ پہنا ہوا تھا۔ وہ بھی اپنی اذیت سے ونگش ہو گیا۔ سچو مہی منتشر ہونے لگا۔ اور پولیس کے باہی آسانی سے اندر داخل ہو گئے۔ گینیارڈ اپنی جگہ سے اٹھ کر بے تحاشا بھاگتا ہوا رٹ رٹ کے اندر اس میز کی طرف بڑھا جس کے قریب چھ آدمی بیٹھے تھے۔ مگر اب جو اس نے دیکھا۔ تو وہاں صرف پانچ تھے۔ اور لطف یہ کہ دروازہ کے سوا باہر نکلنے کا کوئی اور راستہ نہ تھا۔

”ان پانچ تھیں شخص سے مخاطب ہو کر گینیارڈ نے بزور چلا کر پوچھا۔ ”وہ شخص جو اس جگہ بیٹھا تھا۔ کہاں ہے؟“ فردا پر پیشتر آپ چھ آدمی تھے۔۔۔ چھٹا کہاں گیا؟“

”ایک ڈسٹر؟“

”نہیں نہیں۔۔۔ اسین یون۔“

ایک خادم نے آگے بڑھ کر کہا۔ ”وہ صاحب جو یہاں بیٹھے تھے۔ ادپر کی منزل پر ہیں۔“

گینیارڈ ادپر کی طرف دوڑا۔ اس منزل میں کئی پرائیویٹ کمرے تھے۔ اور بلوارڈ کی طرف نکل جانے کا ایک جدا راستہ موجود تھا۔

”اب اسکی تماش میں سرگردان ہونا بے سود ہے۔ گینیارڈ نے سخت رنجیدہ ہو کر کہا۔ خدا جانے وہ اس وقت تک کہاں پہنچ گیا ہوگا۔“

۵

مگر حقیقت میں وہ اتنی دور نہ تھا جس قدر گینیارڈ نے سمجھا۔ زیادہ سے زیادہ ۲۰۰ گز کے فاصلہ پر وہ اس بند گاڑی میں سوار تھا۔ جو سٹیٹل اور میٹلین کے درمیان تین گھوڑوں کی مدد سے چلتی ہے۔ اور پولیس ڈپلا آپر سے گذر کر بلوارڈ میں کیپ سینئر کی طرف جاتی ہے۔ دو خول اقامت آدمی جنہوں نے اپنی ٹوپیاں اپنی ہوتی تھیں کندکڑ کے پلیٹ فارم کے قریب کھڑے رہیں کر رہے تھے۔ اور چھت پر سیڑھوں کے پاس ایک ضعیف صورت کا عمر رسیدہ شخص بیٹھا اونٹن راہ تھا۔ یہ شرلوک نامزد تھا۔

گاڑی کے چلتے ہوئے حرکت پیدا ہوتی تھی۔ اس سے انگیز سرانرساں کا سر ہلتا نظر آتا تھا۔ اپنے دل سے مخاطب ہو کر وہ کہہ رہا تھا۔ ”اگر واٹسن اس وقت مجھے دیکھے۔ تو کتنا خوش ہو۔۔۔ سیٹی بچنے کی آواز کے ساتھ ہی میں نے سمجھ لیا تھا۔ کہ شکار ہاتھ سے نکل گیا“

اور اب اس کے سوا چارہ کالافیس۔ کہ رشارٹ کی نگرانی کی جائے۔ مگر اتنا نہیں کہہ سکتا ہوں۔ کہ یہ مرد شیطان زندہ گی میں ایک قسم کی پھرتی پیدا کر دیتا ہے۔“

جب گاڑی منزل مقصود پر رکی تو شرلاک ٹالز نے اوپر بیٹھے بیٹھے نیچے کی طرف نگاہ کی۔

اُس کی نظروں کے سامنے آرسین لوپن گاڑی سے اُترا۔ اور اپنے محافظوں کے پاس سے ہٹ کر گزرا۔ شرلاک ٹالز نے اُسے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر یہ کہتے سنا دیا تھا کہ ”ایٹائل“

”ایٹائل!... بہت خوب شرلاک ٹالز نے اپنے دل میں کہا۔ ”میں بھی وہیں پہنچوں گا بہتر ہو کہ وہ مجھ سے پہلے موٹر کار میں وہاں پہنچ چکے ہیں۔ چوپہ گاڑی میں اس کے دو ساتھیوں کا تعاقب کرتا ہوں۔“

دونوں ساتھی پایادہ ایٹائل کی طرف روانہ ہوئے۔ اور انہوں نے مکان نمبر ۴۴ نوٹا لگن کے دروازہ پر دستک دی۔ مکان آگے سے بہت چھوٹا تھا۔ اور چونکہ اس بائندریں لوگوں کی آمد و رفت کم ہے۔ اس لئے ٹالز کو اس کی نگرانی میں چھپنے کے لئے ایک محفوظ مقام مل گیا۔

پہلی منزل کی دو کھڑکیاں کھلیں۔ اور ایک شخص نے جس کے سر پر اونچی ٹوپی تھی جھلملی بنکی۔ اس جھلملی کے اوپر روشنی نظر آرہی تھی۔

اس منٹ بعد ایک مرد شہریت اس مکان کے دروازہ پر رکا۔ اور اس نے گھنٹی بجائی۔ کھڑکی دیر گزری تو ایک اور شخص آیا۔ آخر کار ایک موٹر مکان کے دروازہ پر بٹھری۔ اور ٹالز نے دو شخصوں کو نیچے اُترتے دیکھا۔ ان میں سے ایک آرسین لوپن تھا۔ اور دوسری ایک لیادہ پوش عورت جس کے چہرہ پر موٹی نقاب تھی۔

موٹر واپس چلی گئی۔ تو ٹالز اپنے دل سے کہنے لگا۔ ”ضرور یہ سنہری بالوں والی عورت ہے۔“ ایک منٹ اور اپنی جگہ پر بٹھیرے رہنے کے بعد ٹالز بھی کھڑکی کے قریب پہنچا۔ اور اس کے آگے جڑھے ہوئے حصے پر قدم رکھ کر ایٹائل اٹھا کر کھڑکی کے اُس حصہ کی راہ سے اندر کی طرف دیکھنے لگا جس جھلملی موجود نہ تھی۔

کیا دیکھتا ہے کہ آرسین لوپن آتش دان کے ساتھ لگا ہوا پر جوش لہجہ میں گفتگو کر رہا ہے باقی اس کے گرد کھڑے توجہ سے سن رہے تھے۔ ٹالز نے ان میں سے دو کو پہچانا۔ ایک

دی مرد شریعت تھا جسے اُس نے خزانہ کوٹ پہنے دیکھا تھا۔ اور دوسرا رشارٹ کا بڑا خادم تھا۔ سنہرے بالوں والی عورت ایک کرنسی پر اُس کی طرف پیچھے کے بیٹھتی تھی۔

”خود یہ لوگ کچھ متورہ کر رہے ہیں۔ اس نے سوچا۔“ آج کے واقعات نے انہیں خبردار کر دیا ہے۔ اور وہ محسوس کرنے لگے ہیں۔ کہ ہمیں مستقبل سے غافل نہ رہنا چاہیے۔ کاش کہ میں ان پر حملہ آور ہو کر ایک ہی جیبے میں سب کو پکڑ لوں۔“

لوہن کے ساتھیوں میں سے ایک نے حرکت کی۔ اس کے ساتھ ہی ہالمر پیچھے کی طرف کود گیا اور پھر ایک پوشیدہ مقام پر جا چھپا۔ فوراً ہی اسے فراخ کوٹ والا مرد اور بڑا خادم مکان سے رخصت ہوتے نظر آئے۔ اس کے بعد پہلی منزل میں روشنی ہوئی۔ اور پھر کسی نے کھڑکیوں کی جھلکیاں بند کر دیں۔ اب اوپر نیچے ہر جگہ تاریکی چھائی۔

اپنے دل میں شراک نے کہا، ”معلوم ہوا کہ دونوں محافظ پہلی منزل میں رہتے ہیں۔ اور خود وہ ادنیٰ خوبصورت بالوں والی عورت خفی منزل میں۔“

رات کا کچھ حصہ اس نے اسی مقام پر بیٹھ کر گزاریا۔ کیونکہ ڈرتا تھا۔ ایسا نہ ہو میری عدم موجودگی میں آرمین لوہن یہاں سے نکل جائے۔ آخر صبح کے چار بجے تھے۔ کہ اسے گلی کے سرے پر پولیس کے دو سائے نظر آئے۔ وہ ان کے قریب پہنچا اور سب کچھ سمجھا کہ اس نے ان کو مکان کا پہرہ دینے پر آمادہ کیا۔

خود وہ سیدھا گینہاڑ کے مکان پر پہنچا۔ جو وہ پرگولیس میں واقع تھا۔ اور نوکر سے گینہاڑ کو بیدار کرنے کے لئے کہا۔

اس سے مخاطب ہو کر وہ کہنے لگا۔ ”میں نے پھر اسے رشتہ میں لے لیا ہے۔“

”آرمین لوہن کو؟“

”ہاں۔“

”اگر اب کی مرتبہ بھی اس نے رشتہ میں لیا ہے۔ جیسے پہلے لیا تھا۔ تو اس سزا کا تہا ہوں۔“ ناحق کو فیئہ خراب کیوں کی جائے۔ ”اُن کچھ اور بات ہے۔ تو چلتے میں افسر پولیس کے پاس چل کھڑا ہوتا ہوں۔“

دونوں میسٹل کی طرف روانہ ہوئے۔ جہاں افسر پولیس ایم۔ ڈیکو انٹر کا مکان واقع تھا۔ وہاں سے چھ آدمی ساتھ لے کر یہ روشا گرن کو لوٹے۔

”کوئی آواز خبر؟“ ہالمر نے پولیس کے ان دو سپاہیوں سے پوچھا جنہیں وہ پہرہ پر کھڑا کر گیا

تھا۔

”جی کوئی نہیں۔“

افق مشرق میں صبح کا دُوب کی پھپکی روشنی نمودار ہونے لگی تھی۔ کہ اپنے آدمیوں کو مکان کے آس پاس مختلف حصوں میں متعین کر کے گینیا رٹھ نے دروازہ پر نمودار سے گھنٹی بجائی۔ اور اس کو گھڑی میں داخل ہوا جس میں دربان عورت سرتی تھی۔ اس بے وقت مداخلت پر دہشت زدہ ہو کر وہ عورت جو رازہ براندام نظر آ رہی تھی کہنے لگی۔ ”صاحب بھلی منزل میں تو کوئی استحضار نہیں رہتا۔“

”کی کہتی ہو۔ کوئی نہیں رہتا؟ گینیا رٹھ نے ڈپٹ کر کہا۔

”جی ہاں صرف پہلی منزل پر لیرون نام کے دو صاحب رہتے ہیں۔ انہوں نے کرد کو اپنے بعض رشتہ داروں کی خاطر آراستہ کرایا ہے۔ جو دیہات سے آنے والے تھے۔“

”ایک مرد اور ایک عورت؟“

”جی ہاں“

”اور وہ دو فرات کو آگئے تھے کیا؟“

”میں سوری تھی شاید آگئے ہوں۔۔۔ لیکن نہیں۔ کبھی یہاں موجود ہے۔ اس لئے غالباً انہیں آئے۔ اگر آئے تو کبھی بھی سے طلب کرتے۔“

کبھی بیکرافسر پولیس نے بھلی منزل کا بیرونی دروازہ کھولا۔ اس میں صرف دو کمرے تھے

اور دونوں خالی۔

”واہ! یہ کیسے ہو سکتا ہے! مالز گھبرا کر کہنے لگا۔ میں نے ان آنکھوں سے انہیں یہاں موجود دیکھا تھا۔“

افسر پولیس نے مات نکال لئے۔ اور بولا۔ ”دیکھ لیجئے اب کوئی نہیں۔“

”خیر اور یہ کی منزل پر چلے۔ یقیناً وہاں ہو گئے۔“

”لیکن معلوم ہوا ہے کہ اس منزل میں لیرون نام کے دو صاحب رہتے ہیں۔“

”کیا سچ ہے۔ انہی سے پوچھئے۔“

سب آدمی رینہ کی راہ سے اوپر گئے۔ اور افسر پولیس نے گھنٹی بجائی۔ دوبارہ گھنٹی بجانے پر ایک مرد نے جیلین کے محاذوں میں سے ایک ثابت ہوا۔ دروازہ کھولا۔ اور آستین چڑا کر نمودار پہنچ میں کہنے لگا۔ ”کیوں کیا بات ہے؟ یہ شور و غل کس لئے؟ آپ لوگوں کو دوسروں

کے آرام کا خیال ہی نہیں... وہ جلدی ہی رک گیا۔ اور گھبراہٹ کی حالت میں کہنے لگا: "بھد کیا میں خواب دیکھ رہا ہوں! کون ایم۔ ڈیکو انٹر؟... اور آپ بھی ایم گینیارڈ! فرمائیے میں کیا خدمت بجالا سکتا ہوں؟" اب بڑے زور کا قہقہہ اڑا گینیارڈ کے ہنسنے ہنسنے اس طرح ہیٹ میں بل پڑے جاتے تھے کہ اندیشہ تھا۔ اُسے خوش نہ آجائے۔

"تم! بے پروا... تم! اس نے ہنسی کے دوران میں رکتے رکتے کہا: "ایسا تماشہ کس نے دیکھا ہوگا! آجین لوہن کا ساتھی لیرو!... بھد! میں اس ہنسی سے جانبر نہ ہو سکتا ہوں... اور کیوں تمہارا بہائی کہاں ہے؟ کیا وہ بھی یہیں موجود ہے؟" "ایڈمنڈ! کہاں؟ ذرا ادھر آنا۔ ایم گینیارڈ تمہاری ملاقات کو تشریف لائے ہیں۔" ایک اور شخص سامنے آیا۔ اُسے دیکھ کر گینیارڈ کی ہنسی اور بڑھکائی۔ اور وہ اسی طرح ہنسنے ہنسنے کہنے لگا: "خدا کی قسم ایسا تماشہ کبھی نہیں دیکھا تھا۔ میرے دوستو! تم پر خوب شک ہوا... صلا اس کا خیال کتے ہو سکتا تھا؟ غنیمت ہے گینیارڈ! تمہیں کھول کر چلتا ہے۔ اور اس کی مدد کے لئے اس قسم کے دوست موجود ہیں جو انگلستان سے چل کر یہاں آئے ہیں..." پھر نا لڑکی طرف متوجہ ہو کر وہ کہنے لگا: "شرٹلز! آئیے آپ کا تعارف اپنے دوستوں سے کروں۔ آپ کو کٹر لیرو محکمہ سرانفرسانی کے انجیکٹر اور سارے انجیکٹوں میں بہترین ہیں... اور آپ ایڈمنڈ لیرو! انگوٹھے کا نشان حاصل کرنے والے عصینہ کے ہیڈ کلرک ہیں..."

پانچواں باب فلکٹ وفتح

شرلاک ہلمز نے بشمل اپنے غصہ کو ضبط کیا۔ وہ ان دو شخصوں کو قصور وار ٹھیکڑا بھی تو اس کا یقین ہے آسکتا تھا۔ ضرورت زبردست ثبوت ہبیا کرنے کی تھی۔ اور وہ اس کے پاس موجود نہ تھے۔ ان کے بغیر کسی کے لئے اس کی بات اتنا صریحاً غیر ممکن تھا۔ سخت افسوس کی حالت میں اپنی مددو میٹھیاں زور سے کستے ہوئے اس نے سب

زیادہ کرکٹش اس بات کے لئے کی۔ کہ گینیا رڈ کے دو برو اپنی خدمات دہشتانی کا اظہار نہ ہونے دے۔ اس نے لبر دہرادان کو اشارہ سے سلام کیا۔ اور دھنہ کی راہ سے نیچے اتر آیا۔

ٹال میں پہنچکر وہ ایک چھوٹے سے نشیب دروازہ کی طرف بڑھا۔ جوتہ خانہ کی طرف جاتا تھا دہاں اسے ایک چھوٹا سا باقوت ملا۔ جسے اس نے اٹھالیا۔

بائبر گل کرجب اس نے صدر دروازہ کی طرف نظر کی۔ تو دہاں یہ کتبہ موجود تھا۔ "لوپٹی بیٹنگ معارضہ ۱۸۷۵ء" یہی الفاظ مکان نمبر ۲۴ کے باہر درج تھے۔

دل سے کہنے لگا۔ "وہی دوہرا رستہ۔ ضرور نمبر ۲۴ اور ۲۵ میں کوئی خفیہ راہ موجود ہے۔

مجھے پتہ ہی اس کا خیال کر لینا چاہیئے تھا۔ غلطی یہ ہوئی۔ کہ میں پولیس کے سپاہیوں کے ساتھ

پہرہ پر نہ رہا۔" ان سے مخاطب ہو کر اس نے مکان نمبر ۲۴ کے دروازہ کی طرف اشارہ کرتے

ہوئے کہا۔ "کیا میرے چلے جانے پر دو آؤںی اس مکان سے باہر نکلے تھے؟"

"جی ہاں ایک مرد۔ ایک عورت۔"

اس نے چھت ان کے ٹرک کا بازو اپنے بازو میں لیا۔ اور رستہ چلتے ہوئے کہنے لگا۔ "ایک گینیا رڈ"

آپ نے میری خوب سننی اڑائی۔ اور اب یقیناً آپ کو اس بے وقت بیداری کا سچا بانی نہ

ہوگا۔"

"نہیں۔ مجھے آپ سے بالکل سچ نہیں۔"

"خیر بہترین مذاق بھی عرصہ دراز تک قائم نہیں رہ سکتا۔ اس لئے میری مائے میں اب ہیں

اس نقل کا خاتمہ کرنا چاہیئے۔"

"جیسے مرضی ہو۔"

"آج صبح یہاں آئے سات دن ہو گئے۔ آج سے تین دن بعد میرا لندن میں واپس پہنچنا

مقرر ہے۔"

"..."

"جو کچھ بھی ہو میں اس کام کو تین دن کے عرصہ میں ختم کر دوں گا۔ اس لئے میری درخواست

ہے۔ کہ جمہرات کی رات کو تیار رہئے گا۔"

"ایسی ہی ہم کے لئے؟" گینیا رڈ نے مذاقہ لہجہ میں کہا۔

"ہاں ایسی ہی۔"

”اور کیوں صاحب اس کا انجام کیا ہوگا؟“
”کوہن کی گرفتاری“

”خدا کرے ایسا ہو۔“

”میں تم کو بتا رہی ہوں کہ ایسا ہوگا۔“

اس سے رخصت ہو کر ڈاکٹر غنڈی ویرا آم کرنے کو قریب تیس ہٹل سی گیا۔ اور وہاں سے تازہ دم ہو کر اور عرصہ بھر روشا لگن کی طرف ٹوٹا۔ اس نے دو نوئی کے دربان عورت کے ہاتھ میں دینے اور یہ بات تحقیق کی کہ برادران لیرو مکان پر نہیں ہیں۔ اور مکان ایک شخص ایم نارنگیٹ کلبے سے شمع ہاتھ میں لے کر وہ اس تہ خانہ کی طرف بڑھا جس میں داخل ہونے کا چھوٹا سا دروازہ اس مکان میں بنا ہوا تھا جس کے قریب اسے یافت ملا تھا۔

نہین کے دہانہ پر اسے ایک اور پتھر اسی قسم کا اور اتنا ہی بڑا ملا۔

دل میں کہنے لگا۔ ”میرا خیال صحیح تھا۔ یہی درست ہے جو دو نو مکانوں کو ایک دوسروں سے ملاتا ہے۔۔۔“ (وہیں دیکھوں۔ اس گنجی سے تہ خانہ کا دروازہ کھلتا ہے۔ یا نہیں۔۔۔ بہت خوب۔۔۔ اب ان شراب پینے کے پیوں کو دیکھنا چاہیے۔ ان میں کئی مقامات پر گرد ہٹائی گئی ہے۔۔۔ اور زرخ پر کسی کے نذر مل کے نشان بھی ہیں۔“

دفعتاً ایک ہلکی سی آواز سنائی دی جس سے وہ اور زیادہ محتاط ہو گیا۔ جلدی سے دروازہ بند کر کے اس نے سطح محل کو دی۔ اور جو شراب کے خالی پیوں کی ایک قطار کے پیچھے چھپ گیا۔ چند سیکنڈ کے بعد اس نے دیکھا کہ ایک آہنی پیپہ اس سطح آہٹگی سے حرکت کر رہا ہے۔ گویا وہ کسی چول کے گرد گھوم رہا ہو۔ اس کے ساتھ ہی دیوار کے اس تمام حصہ نے حرکت کی۔ جس میں وہ لگا ہوا تھا۔ تہ خانہ میں کسی لالٹین کی روشنی داخل ہوئی۔ ایک بازو نمودار ہوا۔ اور پھر ایک شخص دکھائی دیا۔

وہ اس سطح کے برابر نظر آتا تھا۔ گویا جھک کر کسی چیز کو تلاش کر رہا ہو۔

اپنی انگلیوں کے سروں سے اس نے کئی جگہ گرد کی دیکھ بھال کی۔ کئی بار سیدھا کھڑے ہو کر اس نے کوئی چیز فرش زمین سے اٹھا کر اس کا نڈ کے ڈبے میں ڈالی۔ جو اس کے بائیں ہاتھ میں تھا۔ پھر اس نے اپنے اور لیون اور سنہری بالوں والی عورت کے قدروں کے نشان کو بڑی احتیاط سے مٹایا۔ اور دوبارہ شراب کے پیپہ کی طرف ہٹا۔

بیک ایک اس کے منہ سے ایک ٹھوکر پڑا۔ اور گر پڑا۔ ٹالمر اس پر غصہ آور ہو چکا تھا۔
 کام بالکل سادگی سے کیا گیا۔ ایک ٹھوکر میں نفس نہ گرا۔ بلکہ اس نے ہرگز فرش زمین پر لیٹا ہوا تھا۔
 اور اس کی رونو کندیاں اور ٹخنے بندھے ہوئے تھے۔
 سرخ فرسان نے اس پر ٹھوکر مار کر کہا: "جو کچھ معلوم ہو بتا دو۔۔۔ اس کا معاذ ہو چاہتے ہو
 وہی گناہ۔"

اس شخص کے چہرہ پر غصہ نہ ہو سکا۔ اس نے خود کوئی جہس سے ٹالمر نے سمجھ لیا کہ میرے لئے اس
 سے کسی قسم کے سوالات پوچھنا سراسر بے سود ہے۔ اس نے صرف اس کی جہیں ٹوٹنا کافی سمجھا
 جن میں سے کئیوں کا ایک گھٹنا ایک جیرومال اور اس پچھلے کاغذی ڈبہ کے سوا کچھ نہیں
 نکلا جس میں اس نے اس قسم کے یا قوت چھ کر رکھے تھے جیسے دو ٹالمر کو ملے۔ ان چیزوں سے اسے
 کیا مدد مل سکتی تھی۔

اب سوچنا تھا کہ اس شخص کے متعلق کیا کیا بات ہے؟ کیا اس وقت تک انتظار کروں کہ اس
 کے دوست مدد کے لئے پہنچیں۔ اور پھر ان سب کو حوالہ پوچھوں کہ ماجملے۔ مگر سوال یہ بھی تھا
 کہ اس سے فائدہ کیا ہوگا؟ وہیں کے خلاف اس سے کیا شہادت مل سکیگی؟
 اسی فکر میں تھا کہ ڈبہ کو دیکھ کر اس کے دل میں ایک فیصلہ کن خیال پیدا ہوا۔ اس پر دو ٹوٹا
 پانی کے ایک بھری بیونار ڈکاپتہ لکھا ہوا تھا۔

اس نے اس شخص کو وہیں چھوڑا اور شراب کے پیو کو ہٹا کر اور تہ خانہ کا دروازہ بند کر کے
 مکان سے باہر نکل آیا۔ فرسنگے ڈاکھانہ میں جا کر اس نے ایم ڈیٹسج کو مارا کہ میں کل تک نہیں
 آسکتا۔ پھر اس جوہری کی دوکان پر گیا جس کا پتہ کاغذی ڈبہ پر لکھا ہوا تھا۔ اور وہ یا قوت اس
 کے حوالہ کر کے کہنے لگا: "میڈم نے یہ جو اہر ات آپ کے پاس بھیجے ہیں۔ وہ ایک زیور سے جو
 آپ کی دوکان سے خرید لیا۔ گر گئے۔"

ٹالمر کا خیال درست نکلا۔ کیونکہ جوہری کہنے لگا: "بہت اچھا۔ خاتون نے ذرا دیر پیشتر مجھے بھی
 ٹیلیفون میں اطلاع بھیجی تھی۔ کہ میں اچھی آتی ہوں۔"

پانچ بجے تھے۔ کہ ٹالمر نے سڑک پر ایک طرف کھڑے کھڑے ایک عورت کو آتے دیکھا جس
 نے موٹی نقاب اوڑھ رکھی تھی۔ اس کی صورت اسے مشتبه نظر آئی۔ دوکان کی کھڑکی کی راہ
 سے اس نے دیکھا کہ اس نے جوہری کی میز پر ایک پرانی قسم کا برودج جس میں یا قوت لگے ہوئے

تھے رکھ

دکان سے باہر آکر وہ چند مقامات پر پیدل گئی۔ پھر اسی طرح کچھ تو تاک پیچی۔ اور بعد ازاں ایسی گلیوں میں داخل ہو گئی جن سے ہمارا انگریز سرافزساں واقف نہ تھا۔ رات ہو گئی۔ مگر وہ اب تک اس کہے پیچھے لگا ہوا تھا۔ آخر کار دربان کی نظر پکڑ کر وہ اس کے ساتھ ایک پارچے منزلہ عمارت میں داخل ہو گیا۔ جو وسطی دروازہ کے دو طرف بنی ہوئی تھی۔ اور جس میں بہت سے بالا خانے تھے دوسری منزل پر پہنچ کر وہ ایک دروازہ کے سامنے رکی۔ پھر اندر چلی گئی۔

اس کے دو منٹ بعد انگریز سرافزساں نے اپنی قسمت آزمائی اثرات کی گنجینوں کا وہ گچھا لگا کر جو اسے نہ خانہ میں اس نوجوان کی جیب میں ملا تھا۔ اس نے جیکے ہر دیگر سے مختلف کیفیتوں کی دوسرے دروازہ کھولنے کی کوشش کی۔ پچھلی کچھ قفل میں ٹھیکہ بیٹھی۔ تار کی میں اسے کئی کمرے دکھائی دیئے۔ جو بالکل بنالغ تھے۔ جیسے کسی غیر آباد مکان کے ہوتے ہیں۔ مگر ان میں سے ہر ایک کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اور کسی لپٹ کی روشنی ڈال کے اندر سے پر دکھائی دے رہی تھی۔ دہلے پاؤں چل کر وہ قریب پہنچی۔ اور ایک مستحیضہ کے دروازہ کی راہ سے جو ایک کمرے کے کونے کو خراب گاہ۔ اور جاکر اٹھا۔ اس نے دیکھا کہ ایک زنانہ پوش عورت لباس اور ٹوپی اتار کر ایک کرسی پر کھتی جا رہی ہے۔ پھر۔ ان کہوں کی بجائے اس نے ایک خلیج ملی گاؤں پہن لی۔

وہ اسے کمرے کے اندر آتش دان کی طرف جاتی نظر آئی۔ جہاں پہنچی اس لیے ایک برقی بٹن دیا۔ اس کے ساتھ ہی آتش دان کے دائیں طرف لگا ہوا چوبی تختہ اپنی جگہ سے ہٹ کر دوسرے تختہ کے اندر سما گیا۔ اور ایک کافی چڑا تختہ نمودار ہوا جس کے اندر وہ عورت لپٹ ڈالتی تھیں لیکر غائب ہو گئی۔

کامیابان سہل اور سادہ تھا۔ فالمر نے یہی اسی طرح کیا۔ اور فردا دیر میں اس نے اپنے آپ کو تار کی میں چلتے اور ہستہ ٹوٹے ہوئے پایا۔ لیکن دھنکا کوئی نرم سی چیز۔ اس کے اندر کئی ادواب جو اس نے دیاسلائی جلا کر دیکھا۔ تو معلوم ہوا کہ وہ ایک چھوٹی سی کوٹھری میں بیٹھا ہے۔ جہاں میں آہنی کھونٹوں کے ساتھ بہت سے پیچنے کے کپڑے تک رہے ہیں۔ ان سے گھبراہوا وہ آگے بڑھا۔ اور اس مقام پر پہنچ کر کڑک گیا۔ جہاں دروازہ کے باہر ایک کھڑا تھا۔ اس کی دیاسلائی حل ہو چکی تھی۔ مگر پردہ کے پرانے تاروں کے اندر سے روشنی

چمن کو داخل ہو رہی تھی۔

اس نے نظر اٹھا کر دیکھا۔

خزینہ عورت بالوں والی عورت وہاں اس کے سامنے اس کی گرفت کی حد میں موجود تھی۔
دیکھتے دیکھتے اس نے لمبے لمبے چل کر دیا۔ اور ہٹن دبا کر چلی کی۔ دشمنی کی۔ اب اول مرتبہ اس کا
چہرہ بالمر کو چوری روشنی میں دکھائی دیا۔ اور وہ چونکا۔ کیونکہ وہ عورت جسے اس نے اسے ہیرا
پھیر کے بعد قابو کیا۔ کلوٹڈ ڈسٹینج کی سوا کوئی اور نہ تھی!

۱۲

کلوٹڈ ڈسٹینج بیرن ڈاؤنرک کی قاتل اور نیلگوں ہیرے کو پھانسنے والی :۔۔۔ کلوٹڈ ڈسٹینج
ہی آرمین اپن کی پراسرار رفیق :۔۔۔ کلوٹڈ ڈسٹینج سنہری بالوں والی عورت!
دل میں کہنے لگا۔ "میں بھی کتنا بے وقوف تھا کہ ذرا سی بات کو نہ سمجھا۔ محض اس لیے کہ یون
کی رفیق کی رنگت سپید ہے۔ اور کلوٹڈ ڈسٹینج سیاہ میں نے ان دونوں عورتوں کا تعلق ایک دوسرے
سے قائم کرنے کی کوشش ہی نہ کی۔ ظاہر ہے کہ خوشنما بالوں والی عورت بیرن کو قتل کر کے اور
وہ قیمتی ہیرا چر اگر اپنی سپید رنگت کو برقرار نہ رکھ سکتی تھی۔

مازنے غور سے دیکھا۔ تو کرو کا ایک حصہ عورتوں کی جائے نشست کی طرح آراستہ تھا۔
اس میں خوشنما ہلکے پے سے ٹنک ہے تھے۔ اور کئی طرح کا قیمتی سامان موجود تھا۔

ایک آئینہ جی جی کی کسی قدر اونچے لمبے طےٹ فارم پر رکھی تھی۔ کلوٹڈ اس پر بیٹھ گیا۔ اور اپنا
سر دونوں ہاتھوں میں لے کر بے حرکت بیٹھی رہی جب اس نے دوبارہ نظر غور سے اس کی طرف کیا
دیکھا۔ تو معلوم ہوا کہ رد رہی ہے۔ آنسوؤں کے بڑے بڑے قطرے اس کے ہاتھوں پر
پر بہ کر منہ کے قریب ہوتے ہوئے اس کی مخنی گوں پر گر رہے تھے۔

اشکوں کا ایک آئینہ ہی سلسلہ بہت دیر تک اسی طرح جاری رہا۔ گویا اس عورت کے اندر
ان کا کوئی عظیم چشمہ موجود تھا۔ وہ افسردگی اور مایوسی جو اس کے چہرہ پر نمودار تھی۔ اور جو آنسوؤں
کی آہستگی رفتار سے ظاہر ہو رہی تھی۔ ایک ایسا دردناک نظارہ پیش کرتی تھی۔ جو اس سے پہلے
بہت کم بالمر کے دیکھنے میں آیا تھا۔

دشمن اس عورت کے کچھلی طرف ایک دروازہ کھلا۔ اور آرمین یون اندر داخل ہوا
دونوں بہت دیر تک ایک نقطہ ہی منہ سے نکالے بغیر ایک دوسرے کی طرف دیکھتے

پھر وہ اس کے پہلو میں جھک گیا۔ اور اس نے اپنا سر اس کی چھاتی سے لگا کر بازو اس کے بدن کے گرد لپیٹ لیے جس انداز سے اس نے اس عورت کو اپنی بغل میں لیا۔ اس سے بڑی ملائمت اور رحم کا اظہار ہوتا تھا۔ اس کے بازو کسی نے حرکت نہ کی۔ ایک دلفریب خاموشی ان دونوں کو متحد کر رہی تھی۔ اور اب اس حسینہ کے آنسو بھی نسبتاً کم بہنے لگے تھے۔

یکایک وہ بولا "میں نہیں خوش رکھنے کے لئے ہر ممکن کوشش کرتا رہا ہوں..."

"اور میں ہر طرح خوش ہوں..."

"نہیں پیاری کلونڈ۔ تم رو رہی ہو۔ تمہارے آنسو ضرور مجھے دل شکستہ کر دینگے۔"

ہر چہ کہ وہ انتہائے یاس کی حالت میں تھی۔ تاہم اس کی منت آمیز آواز سے متاثر ہو کر امید اور خوشی کا سپنام حاصل کرنے کے لئے وہ اس کی باتوں کو بغور سنتی رہی۔ چہرہ پر مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ مگر آہ اکتی بھکی مسکراہٹ!

وہ بڑی التجا کے لہجہ میں کہنے لگا۔ "کلونڈ اتنی اوداس نہ ہو۔ کیا بات ہے؟ تم اس قدر پر زمرہ نظر آتی ہو؟"

اس مخفیانہ اسپید نازک اور ملائم ہاتھ اس کے سامنے کر کے کہا "میکسم جب تک یہ ہاتھ میرے بدن کا حصہ ہیں۔ میری افسردگی دور نہیں ہو سکتی۔"

"کیوں مگر؟"

"ان ہاتھوں نے کسی کی جان لی ہے..."

"خاموش میری جان میکسم نے ذرا زور وار لہجہ میں کہا۔ "تم ان باتوں کا خیال نہ کیا کرو۔ اس کے علاوہ عہد ماضی گزر چکا..." اسے شمار میں نہ لینا چاہیے۔"

یہ کہتے ہوئے اس نے اس کے لمبے نازک ہاتھوں کو بوسہ دیا جس سے وہ کسی قدر زیادہ خوش ہو کر سکڑنے لگی۔ گویا اس کے ہر ایک بوسہ نے کسی خوفناک یاد کے نقش کو اس کے دل سے محو کر دیا تھا۔

بولی۔ "یہ سب میکسم یقیناً نہیں بھی مجھ سے محبت ہوگی۔ بہر حال کبھی کسی عورت نے مروت سے ایسی محبت نہیں کی جیسی مجھے تم سے ہے۔ کوئی کام ہے جو میں نے تمہاری خاطر نہیں کیا جو میں اب تمہارے حکم سے نہیں بلکہ تمہاری دلی خواہش پر کرنے کو تیار نہیں ہوں؟ میں نے تم سے اپنی اپنی قوت امتیاز اور ضمیر کی آواز کے ظاف کی ہیں۔ لیکن تمہارا اثر اتنا غالب

”وہ ہمارے پیچھے لگا ہوا ہے۔“

”کون ٹالرز؟“

”ہاں۔“ پھر وہ سلسلہ کلام جاری رکھ کر کہنے لگا۔ ”میری جان امر واقعہ یہ ہے کہ اسی نے گینٹیا رولڈ کو سٹارٹ بانگڑائے میں میرے پیچھے لگایا۔ اسی نے کل رات دہشتا لگرن میں پولیس کے دو سپاہی متعین کئے جس کا ثبوت یہ ہے کہ آج صبح گینٹیا رولڈ نے مکان کی تلاشی لی۔ تو ٹالرز اس کے ساتھ تھا۔ اس کے علاوہ ...“

”اس کے علاوہ کیا؟“

”ہمارا ایک آدمی جینیٹ عدم پتہ ہے۔“

”دربان؟“

”ہاں۔“

”میں نے آج صبح اسے روٹا لگرن والے مکان میں اس لئے بھیجا تھا۔ کہ میرے بروچ سے جو چند یا قوت گر گئے تھے۔ انہیں جمع کر کے لے آئے۔“

”اس میں کچھ بھی شک نہیں کہ ٹالرز نے اس کو کسی رام میں پھنسا لیا ہے۔“

”بالکل نہیں۔ کیونکہ وہ وقت ہو ڈیلا پانی کے جوہری کی دوکان پر پہنچ چکے ہیں۔“

”پھر جینیٹ کا کیا ہوا؟“

”اُدھ! میکیم میں بہت ڈرتی ہوں۔“

”میری جان ڈرنے کی کوئی بات نہیں۔ مگر حالت تشویشناک ضرور ہے۔ سوال یہ ہے۔“

”کہ اُسے ہمارے حالات کا کہاں تاگ علم ہے؟ وہ کس جگہ چھپا ہوا ہے؟ دراصل اس کی طاقت کا راز اس کی علیحدگی میں مخفی ہے۔ کوئی بات ایسی نہیں جس سے اس کا بھید دریافت کیا جاسکے۔“

”تو پھر اب تم نے کیا کرنے کا فیصلہ کیا ہے؟“

”یہی کہ ہم اتہا درج محتاط ہیں۔ کلونڈک کچھ عرصہ گزرا۔ میں نے ارادہ کیا تھا۔ کہ اپنے سامان کو مقام پناہ میں ... تم جانتی ہو۔ اس محفوظ مقام پناہ میں اٹھائے جاؤں۔ اب ٹالرز کی غفلت نے اس ضرورت کو اور نمایاں کر دیا ہے جب ٹالرز جیسا آدمی کسی کے پیچھے لگ جائے۔ تو پھر یقینی سمجھنا چاہیے۔ کہ وہ آسانی سے اس کا تعاقب نہ چھوڑے گا۔ پس میں نے ہر قسم کی تیاری کرنی ہے اور انتقال کی کارروائی پرسوں بعد کے روز شروع ہو جائے گی۔ دیگر

تک اُسے خم کر دیا جائے گا۔ دویکے سپر کو میں خود اپنے قبضہ کا آخری نشان شا کر جو کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ رخصت ہو جاؤنگا۔ اس وقت تک ...

”ماں ...“

اُس وقت تک کھوٹا کھوٹا ہی بہتر ہے کہ ہم نہ ایک دوسرے سے ملیں۔ نہ کوئی ہمیں دیکھے میں درخواست کرتا ہوں کہ اس وقت تک تم نے مکان سے نکل کر کہیں نہ جانا۔ اپنے متعلق بچے کچھ اندیشہ نہیں۔ مگر جہاں تہذیبی ذات کا سوال پیش ہو۔ تو سیکڑوں خطرات پیدا ہو جاتے ہیں۔“

وہ بولی۔ اس انگریز کا منہ تک پہنچنا غیر ممکن ہے۔“

”نہیں یہ نہ کہہو۔ اس کے لئے سب کچھ ممکن ہے۔ اور اسی لئے میرے دل کو سخت اضطراب ہے۔ کل جب میں تمہارے والد کی نظروں میں آنے کو تھا۔ تو میں دراصل اس الماری کی دیکھ بھال کرنے آیا تھا جس میں ان کے پر لٹھے بھی کھاتے پڑے رہتے ہیں۔ مجھے اس میں بھی غلطہ نہ لگتا ہے ... مجھے ہر جگہ خطرہ دکھائی دیتا ہے۔ میں اس بات کو محسوس کرتا ہوں۔ کہ دشمن سایہ میں پھرتا اور قریب تر آتا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ ہم اس کی نگاہ میں ہیں۔ اور وہ ہمارے لئے اپنا جال پھیلا رہا ہے۔ یہ ایک ایسا احساس ہے جو غیبی طریق پر مجھے ہوا کرتا ہے۔ اور کبھی غلط ثابت نہیں ہوتا۔“

وہ کہنے لگی۔ اگر یہ بات ہے۔ تو میکس تم جاؤ۔ اور میرے آسودوں کا خیال دل سے نکال دو۔ میں دلیر بن کے رہوں گی۔ اور اس وقت کا انتظار کروں گی۔ کہ ہر قسم کے خطرات رفع ہو جائیں۔ الوداع میکس!

اس نے اُسے پیار سے بوسہ دیا۔ اور پھر آہستگی کے ساتھ خود باہر کی طرف دھکیلا۔ ٹائمز کو ان کی آوازیں فاصلہ پر مدھم ہوتی سنائی دیں۔

اس خیال سے جو شہر میں آکر کہ کام کرنے کا وقت یہی ہے ریزان مایوسیوں سے مزید اضطراب حاصل کر کے جو کئی روز سے اُسے پیش آرہی تھیں۔ وہ آگے بڑھا۔ اور ایک رستہ میں ہو کر گزرا جس کے سرے پر زینہ تھا۔ مگر جس وقت وہ نیچے اترنے کو تھا۔ اُسے دور سے باتیں کرنے کی آواز سنائی دی۔ میں وہ اس جگہ سے ہٹ کر ایک گول ہمارہ سے ہوتا ہوا۔ اور دھنڈے کے سرے پر پہنچا۔ اور یہ دیکھ کر اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔ کہ سامان فرنیچر کے ساتھ

اور ترتیب کے اعتبار سے اس قسم کا ہے جس سے وہ پیشتر واقف ہے۔ سامنے ایک نیم باز دروازہ تھا۔ اس کی راہ سے اندر داخل ہو کر وہ ایک بڑے گول کمرہ میں پہنچ گیا۔ یہ ایم ڈیشینگ کی لائبریری تھی!

"بہت خوب۔" وہ اپنے دل سے کہنے لگا۔ "اب میں سب کچھ سمجھ گیا۔ کلوٹڈ یعنی منہرے بالوں والی عورت کی زمانہ چائے نشست کسی نغیہ رستہ سے پاس والے مکان کے بالائی حصوں سے ملتی ہے۔ اور اس پاس ٹالے مکان کا دروازہ بیس میٹرس میں نہیں۔ بلکہ اس کے قریبی بازار مونٹ جینین میں ہے۔ کیا قابل تعریف انتظام ہے! اب میں یہ بھی سمجھ گیا کہ کئی طرح کلوٹڈ ڈیشینگ یہ ظاہر کرتے ہوئے کہ وہ کبھی مکان سے نہیں نکلتی۔ چپ چاپ اس رستہ سے اپنے دھار کے پاس ہوتی ہے۔ یہ بھی اب مجھ پر واضح ہو گیا۔ ککل شام آرسین پون کیونکر گیلری میں بالکل سیر سے قریب پہنچ گیا ضرور پاس والے مکان کے بالائے اور اس لائبریری کے درمیان کوئی اور راہ ہے۔۔۔" پھر وہ سلسلہ کلام ختم کر کے بولا۔ "یہ بھی ویسا ہی مکان ہے۔ جیسے اس سے پہلے میرے دیکھنے میں آچکے ہیں۔ اور اسے بھی ڈیشینگ نے ہی تیار کیا ہے۔ اب سیر سے لے کر یہ لازم ہے کہ اپنی موجودگی سے فائدہ اٹھا کر اس الماری کی اچھی طرح دیکھ بھال کروں۔ اور اس طرز کے بنے ہوئے باقی مکانات کی نسبت جس قدر حالات معلوم ہو سکیں۔ جمع کر لوں۔" وہ گیلری کی طرف گیا۔ اور پردوں کے پیچھے چھپ گیا۔ کبھی شام ہو چکی تھی۔ مگر وہ اب تک وہیں چھپا ہوا تھا۔ ایک خادوم برقی روشنی گل کرنے کے لئے آئی۔ اس کے گھنٹہ بھر بعد انگریز سرانصرساں نے اپنی لائٹین کی کمانی دبائی۔ اور الماری کے قریب پہنچا جیسا کہ اسے معلوم تھا۔ اس میں ایم ڈیشینگ کے پرانے کاغذات خائیں۔ تجنیے اور حساب کی کتابیں موجود تھیں۔ سب سے پیچھے بھی کھاتوں کی ایک قطار تھی جنہیں ترتیب وار رکھا ہوا تھا۔

اس نے تازہ ترین جلدوں کو اٹھا کر من کی فہرست کا صفحہ دیکھا۔ خصوصاً اس حصہ کو جہاں حرف "ھ" کے نام موجود تھے۔ چنانچہ جہاں پر انٹیکٹ کا لفظ لکھا تھا۔ اس کے سامنے ۶۳ نمبر دیکھ کر اس نے صفحہ ۶۳ کھولا۔ وہاں لکھا ہوا تھا۔ "انٹیکٹ نمبر ۶۳۔" "روشا لگرن۔"

اس کے آگے ایک مفصل بیان ان علامات کا تھا جو اس خریدار کے لئے تیار کی گئیں اور جو اس لئے بنائی گئی تھیں۔ کہ ان میں حرارت پہنچانے والی ایک مرکز فی کل لگائے کا ارادہ تھا۔ حاشیہ پر لکھا ہوا تھا۔ "دیکھو فائل ایم۔ بی۔"

”میں سمجھتا تھا“ بلز کہنے لگا۔ کہ مجھے ایسی فائل کی ضرورت ہوگی۔ جب میں اسے دیکھ لوں گا تو پھر ایم لوپن کا موجودہ مقام سکونت معلوم کرنا دشوار نہ ہوگا۔“

رات بہت جاچکی تھی۔ بلکہ یوں سمجھنا چاہیے کہ اگلے دن کا سویرا ہو گیا تھا۔ جب اسے فائل ایم۔ بی دستیاب ہوئی۔ اس کے کل پندرہ صفحات تھے جن میں سے ایک پر اس صفحہ کی نقل تھی۔ جس کا تعلق وہ شاگردن کے کہنے والے ایم مارٹنگٹ سے تھا۔ ایک اور صفحہ پر مکان نمبر ۲۵ روکلیپرین کے مالک ایم وٹھیل کی خاطر بنائی ہوئی عمارات کی تفصیل تھی۔ تیسرے پر نمبر ۱۳ ریونیو سہری مارٹن کے بیرن ڈائٹرک کا ذکر تھا۔ اور چوتھے پر شاؤ ڈاکر ورن کا۔ باقی گیارہ صفحات پیرس کے مختلف مارکان مکان کے حسابات سے پڑتے تھے۔

بلز نے ان گیارہوں شخصوں کے نام اور پتے ایک پرزہ کاغذ پر لکھ لئے۔ چلی کاغذات کو ان کی جگہ پر رکھ دیا۔ پھر کھڑکی کھول کر باہر چوک میں جو اس وقت بالکل ویران نظر آتا تھا کو دیکھا۔ جاتے وقت احتیاطاً اس نے کھڑکی یاہر سے کھینچ کر بند کر دی۔

ہوٹل میں اپنے کمرہ کے اندر پہنچ کر اس نے بڑے اہتمام سے جیسا کہ اس کی عادت تھی۔ بائپ جلا لیا۔ اور پھر دھوئیں کے بادل نکال کر وہ فائل ایم۔ بی سے مختلف نتائج اخذ کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ ظاہر ہے کہ ایم۔ بی سے مراد میکسم برانڈ یا آرمین لوپن کی فائل تھی۔ آٹھ بجے اس نے گینہار ڈکے نام ایک ضروری چٹھی بھیجی جس میں لکھا تھا:-

”میں غالباً آج دن میں کسی وقت آپسے رو پر گولیں والے مکان میں ملونگا۔ اور ایک ایسے شخص کی گرفتاری کا فرض سپرد کروں گا جسے حراست میں لینا نہایت ضروری ہے۔ پس آج رات اور کل بھد کے روز بارہ بجے تک مکان ہی پر رہنے لگا۔ اور میں کے قریب ہوشیار آدمی اپنے پاس جمع رکھے گا۔“

اس کے بعد وہ بلوار ڈس گیا۔ اور ایک موٹر کرایہ پر لے کر جس کے چلانے والے کا چہرہ دکھش لیکن آثار ذہانت سے ماری تھا۔ اس میں سوار ہوا۔ اسی موٹر سے وہ پلمس میلٹر بس میں ایم ڈسٹنچ کے مکان سے قریب پاس گز بوجھے اُتر گیا۔

موٹر بان سے مخاطب ہو کر وہ کہنے لگا۔ ”تم اس کاٹپ کھول کر اپنے سموری کسٹ کا کارڈ اور چاکر لو۔ کیونکہ سرو موٹر چل رہی ہے۔ اور صبر کے ساتھ میرا انتظار کرتے رہو۔“ قریباً ڈیڑھ گھنٹہ بعد موٹر کو روکنے کے لئے تیار رکھنا۔ اور جس وقت میں سوار ہو جاؤں سیدھے رو پر گولیں کی

طرف چل دینا۔

مکان کے باہر بھی ہوئی سیڑھیوں پر قدم رکھتے وقت ایک لمحہ کے لئے اُسے پھرتا مل ہوا سوچا کیا اس بات کو دیکھتے ہوئے کہ لوہن روزانہ کی تیاریاں کر رہا ہے۔ سنہری بالوں والی عورت کی خاطر اس قدر جدہ کرنا بے کار نہیں ہوگا۔ خفیہ رشتہ رکھنے والی عمارات کی فہرست کو اپنے پاس رکھتے ہوئے کیا یہ بہتر نہیں کہ میں معاموں کروں۔ اصلی دشمن کہاں رہتا ہے؟

مگر جلد ہی وہ کہنے لگا۔ ”اوہ سنہری بالوں والی عورت کو گرفتار کرنے کے بعد باقی معاملات طے کرنا کچھ بھی مشکل نہ ہوگا۔“

پس اس نے مکان کی گھنٹی بجادی۔

۳

ایم ڈیشنگ لائبریری میں بحالت انتظار بیٹھا تھا۔ دو دنوں نے تھوڑی دیر مل کر کام کیا پھر جب ٹائرلزی سہانہ سے کلومیلڈ کے کمرہ میں جانے کی فکر کر رہا تھا۔ وہ خود اندر داخل ہوئی۔ باپ کو سلام کیا اور پاس ہی ایک مختصر شستگاہ میں بیٹھ کر خط لکھنے لگی۔

جہاں پر ٹائرلزی بیٹھا ہوا تھا۔ وہاں سے وہ آسے نیز پرچھکی ہوئی گاہ بگاہ قلم ماتہ میں لے کچھ سوچتی اور فکر کرتی نظر آتی تھی۔ اس نے تھوڑی دیر انتظار کیا۔ پھر ایک کتاب اٹھا کر ایم ڈیشنگ سے کہنے لگا۔ ”مید موزل نے مجھ سے کہا تھا کہ جس وقت یہ کتاب ملے مجھے پہنچا دینا۔“

اس سہانہ سے وہ اس چھوٹے کمرہ میں داخل ہوا۔ اور کلومیلڈ کے سامنے اس انداز سے کھڑا ہو گیا کہ اس کا باپ اسے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ پھر کہنے لگا۔ ”تیرا نام ایم شکین ہے۔ اور میں ایم ڈیشنگ کا نیا سکریٹری ہوں۔“

”اوہ! اس نے اپنی جگہ سے حرکت کئے بغیر کہا۔ کیا والد نے اپنا سکریٹری بدل لیا؟“

”ہاں میڈ موزل... اور میں آپ سے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔“

”تشریف رکھیے رمیرا کام قریباً ختم ہو چکا ہے۔“

اس نے چٹھی میں چند الفاظ کا اضافہ کیا۔ اس کے نیچے دستخط کر کے لفافہ میں رکھا۔ کاغذات کو ایک طرف ہٹا دیا۔ ٹیلیفون ماتہ میں لے کر درزن سے کچھ گفتگو کی۔ اور کہا کہ میرا سفری کوٹ بہت جلد مکمل کر کے بھیج دو۔ کیونکہ مجھے اس کی سخت ضرورت ہے۔ پھر ٹائرلزی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگی۔ ”فرامیے موسیو آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟... مگر کیا یہ گفتگو والد کے سامنے نہ

ہوسکتی تھی؟

”نہیں میڈموزل! دین آپ سے التجا کرتا ہوں کہ بلند آواز سے نہ بولے گا۔ بہتر یہی ہے کہ ہماری آواز ایم ڈسٹنچ کے کانوں تک نہ جائے۔“

”بہتر!... مگر کس کے لئے؟“

”خود آپ کے لئے۔“

”تو میں ایسی گفتگو کی اجازت نہیں دے سکتی۔ جو والد کے سامنے نہیں ہوگی۔“

”مگر آپ کو اس کی اجازت دینی ہوگی۔“

”دونوں اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ دونوں نگاہ ایک دوسرے پر جمی ہوئی تھی۔ آخر وہی بولی۔“

”کیجئے... میسیو کیجئے۔“

اسی طرح کھڑے کھڑے اس نے کہا۔ اگر میں چند غیر ضروری تفصیلات پوری صحت کے ساتھ

بیان نہ کر سکوں۔ تو اس کے لئے معافی کا خواستہ گزار ہوتا ہوں۔ بہر حال مجموعی طور پر جو کچھ مجھے

کہنا ہے۔ اس کی درستگی کا میں ضامن ہوں۔“

”مٹاف کیجئے میں تقریر نہیں چاہتی۔ واقعات بیان کیجئے۔“

وہ سمجھ گیا۔ کہ لڑکی جیسے خود واقف حال ہو گئی ہے۔ پس کہنے لگا۔ ”بہت اچھا میں اصل

واقعہ کی طرف ہی آ رہا ہوں۔ پانچ سال گزرے آپ کے والد کی ملاقات ایک شخص ایم میکسم برانڈ

سے ہوئی۔ جس نے اپنے آپ کو ٹھیکیدار ظاہر کیا۔... یا ہمارے۔ مجھے ٹھیک معلوم نہیں کس نسبت

میں۔ جو کچھ بھی ہو۔ ایم ڈسٹنچ نے اس نوجوان کو پسند کیا۔ اور جو مکہ خرابی صحت کے باعث

خود کاروبار کی طرف توجہ نہ دے سکتے تھے۔ اس لئے بعض عمارتی کام تکمیل کے لئے ایم برانڈ

کے سپرد کر دیئے یہ عمارات انہوں نے اپنے بعض پرانے گاہکوں کے لئے بنانی منظور کی تھیں

سمجھئے کہ میرا ناسیب انہیں بخوبی انجام دے سکیگا۔“

بالترنگ گیا۔ اسے معلوم ہوا کہ لڑکی کی رنگت زیادہ زرد ہو گئی ہے۔ اس کے باوجود وہ

بڑے سکون کے ساتھ کہنے لگی۔ ”موسیو جن باتوں کا آپ ذکر کر رہے ہیں۔ ان کا مجھے کچھ علم نہیں اور

مجھے حیرت ہے کہ آپ کے نزدیک ان کا مجھ سے کیا تعلق ہو سکتا ہے؟“

”میڈموزل آپ ان کا تعلق یہ ہے کہ ایم میکسم برانڈ کا اصلی نام جیسا کہ خود آپ کو اور مجھے

دونوں کو معلوم ہے۔ آرمین لوہن ہے۔“

وہ زور سے ہنسنے لگی۔ پھر بولی۔ کیا دہلیات ہے۔ آکسین لوپن!... ایم میکسم ہرمانڈ کا نام آکسین لوپن!

”ماں میڈموازل ہی۔ اورچہ نیکہ معلوم ہوتا ہے۔ آپ بعدِ معاملات کو سمجھنے سے انکار کرتی ہیں۔ اس لئے میں بتاتا ہوں۔ کہ اس آکسین لوپن نے اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے اسی گھر میں ایک عورت کو اپنا رفیق کار بنایا ہے۔ جس نے آنکھیں بند کر کے دلی جوش کے ساتھ اس کے ہر کام میں حصہ لینا منظور کر رکھا ہے۔“

پھر اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ مگر اب تک اس کے چہرے سے کسی اضطراب کا اظہار نہ ہوا تھا۔ یہاں تک کہ بالآخر بھی اس کی غیر معمولی خود ضبطی سے متاثر ہو گیا۔

کہنے لگی۔ ”موسیو مجھے معاذ نہیں۔ آپ نے میرے متعلق یہ طرز عمل کیوں اختیار کیا ہے۔ داد میں اس بارہ میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتی ہوں۔ مہربانی سے ایک لفظ بھی اور زبان سے کہنے کے بغیر کمرہ سے باہر تشریف لے جائیے۔“

”ماں اسی طرح۔ پرسکون لہجہ میں کہنے لگا۔ ”میڈموازل میں نہیں چاہتا۔ کہ اپنی غیر مطبوع موجودگی سے آپ کو ریجیدہ کروں۔ مگر اتنا میں کہہ دیتا ہوں۔ کہ اب میں اس مکان سے اکیلا نہ جاؤں گا۔“

”آپ!“

”میں؟“

”ماں میڈموازل ہم دونو اکٹھے ہی اس مکان سے رخصت ہوں گے۔ اور آپ کو ایک بھی لفظ زبان سے نکلنے یا ایک بھی اعتراض کرنے کے بغیر میرے ساتھ چلنا ہو گا۔“

نظارہ کا سب سے عجیب پہلو یہ تھا۔ کہ دونو دشمن انتہا درجہ سکون کے ساتھ ایک دوسرے کے سامنے کھڑے تھے۔ فاصلہ سے کوئی شخص ان کے انداز تکلم یا طرز عمل کو دیکھ کر یہی سمجھ سکتا تھا۔ کہ ان میں کسی سوال پر دوستانہ بحث ہو رہی ہے۔ اس خوفناک جنگ کا جو دونوں جاری تھی کسی کو خیال تک نہیں ہو سکتا تھا۔

دروازہ کے باہر دوسرے کمرہ میں ایم ڈیٹنچ اپنی گول لائبریری میں اطمینان کے ساتھ کتابوں کو اکٹھا تا اور رکھتا نظر آتا تھا۔

گلوٹڈ اپنے شانوں کو ہلکی سی جنبش دے کر پھر اپنی جگہ پر بیٹھ گئی۔ یہ حالت دیکھ کر شرلاک

نے گھڑی نکالی۔ اور کہنے لگا۔ ”اُس وقت ساڑھے دس بجے ہیں۔ پانچ منٹ کے عرصہ میں ہمیں یہاں سے چل دینا چاہیے۔“

”اور اگر میں انکار کروں؟“

”اُس صورت میں میں ایم ڈسٹنچ کے پاس جا کر انہیں سارے حالات سے خبردار کروں گا۔“

”مکن حالات سے؟“

”جو خود آپ کو معلوم ہیں۔ میں انہیں بتاؤں گا۔ کس طرح میکسم برنڈ محض ایک فرضی نام ہے اور اس کی رفیقہ لوگوں کی نظروں میں اس قسم کی زندگی بسر کر رہی ہے۔ جو حقیقت سے بالکل مختلف ہے۔“

”اُس کی رفیقہ؟“

”ہاں وہی عورت جو کبھی سنہرے بالوں والی مشہور تھی جس کے بال کبھی خوشنما رنگت کے تھے۔“

”اور آپ اس کا ثبوت کیا دینگے؟“

”میں انہیں اپنے ساتھ روشا لگرن میں لے جا کر وہ خفیہ رستہ دکھاؤں گا جو آرمین لوپن نے ان مکانات کی تعمیر کے وقت مکان نمبر ۱۴ اور ۱۵ کے درمیان بنوایا اور جسے پچاسوں رات آپ نے اُس کے ساتھ مل کر استعمال کیا۔“

”پھر؟“

”پھر میں انہیں میٹر ڈسٹین کے مکان پر لے جاؤں گا۔ اور انہیں نوکروں کا وہ رنیزہ دکھاؤں گا جس کی راہ سے آپ آرمین لوپن کے ساتھ مل کر گینیا رڈ سے بچنے کے لئے اس مکان سے نکلے تھے۔ یقیناً وہاں بھی اسی قسم کا ایک خفیہ رستہ موجود ہے۔ جو دوسرے مکان سے جا ملتا ہے جس کا وہ دروازہ روکلیپرن میں نہیں بلکہ بلوار ڈاؤس بنگلوں میں واقع ہے۔“

”پھر؟“

”پھر میں ایم ڈسٹنچ کو ساتھ لیکر شاؤڈو اکروزن میں جاؤں گا۔ اور وہاں اُن کے لئے وہ خفیہ رستہ دریافت کرنا دشوار نہ ہوگا۔ جو لوپن نے اس مکان کی دوبارہ تیاری کے موقع پر بنوایا۔“

ایم ڈسٹنچ کے لئے وہاں یہ معلوم کرنا بھی دشوار نہ ہوگا۔ کس طرح خوشنما بالوں والی عورت رات کے وقت میڈم ڈاکروزن کے کمرہ میں پہنچی۔ آتش دان سے نیگلوں میں اٹھایا۔ اور اس کے بعد ہر بچپن کے کمرہ میں داخل ہو کر اسے اس کی ایک شیشی میں چھپا دیا۔ اگرچہ اس بات پر مجھے

اب تک حیرت ہے کہ اس نے ایسا کیوں کیا۔ ممکن ہے اس کا باعث کوئی زمانہ رقابت ہو۔ بہر حال اس کا مجھے علم نہیں۔ اور نہ میں اس بارہ میں کوئی حال جاننا چاہتا ہوں۔ کیونکہ اس کا معاملہ زیر بحث پر کچھ بھی اثر نہیں پڑتا۔“

”پھر؟“

”پھر شرکاء مالز زیادہ بخیدگی کے لہجہ میں کہنے لگا۔ ”اگر مزید ثبوت درکار ہو گا۔ تو میں ایم ڈیٹنچ کو مکان نمبر ۱۳۴ ایونیو ہنری مارٹن میں لے جاؤں گا۔ اور وہاں ہم دونوں یہ معلوم کرنے کی کوشش کریں گے کہس طرح بیرن ڈاٹارک کو ...“

”بس! بس! دیکھی نے دفعتاً غایت درجہ خوف زدہ ہو کر کہا۔ ”یہ نہ کہیے ... یہ کہنے کی جرأت نہ کیجئے۔ کہ میں نے ...“

”جئے شک میں الزام لگانا ہوں۔ کہ آپ ہی نے بیرن ڈاٹارک کو قتل کیا۔“

”نہیں ... یہ غیر ممکن ہے!“

”نہیں میڈم وازل خود آپ نے بیرن ڈاٹارک کو قتل کیا۔ آپ ہی انٹینسٹیٹ برہیٹس کے خفی نام سے اس لئے اس کے ہاں ملازم ہوئیں۔ کہ اس کا نیلگوں ہیرا چرواہیں۔ ایسا کرتے ہوئے آپ نے اسے جان سے مار دیا۔“

اب اس میں تاب مقابلہ نہ رہی۔ اس لئے مغلوب ہو کر منت سماجت پر اتر آئی۔ کہنے لگی بس موسیو میں التجا کرتی ہوں ... آپ کو اگر یہ سارے حالات معلوم ہیں۔ تو یہ بھی معلوم ہو گا۔ کہ میں نے بیرن کو عمداً قتل نہیں کیا تھا۔ ...“

”میڈم وازل میں یہ نہیں کہتا۔ کہ آپ نے اسے عمداً قتل کیا۔ بیرن ڈاٹارک کو عارضی دینگی کا دورہ ہوتا تھا۔ اور ایسے موقعوں پر سیرانگٹ اس کی حفاظت کیا کرتی تھی۔ یہ بات خود اس نے مجھے بتائی تھی۔ معلوم ہوتا ہے۔ اس کی عدم موجودگی میں بیرن قہقہہ کر پڑا۔ اور اس کے بعد جوہر وہم ہوئی۔ اس میں ذاتی حفاظت کی غرض سے آپ نے اس پر وار کیا۔ وار کارہی ثابت ہوا۔ اپنی غلطی سے خوف زدہ ہو کر آپ نے گھنٹی بجائی۔ اور اس کی انگلی سے نیلگوں ہیرا اتارنے کے بغیر جے لینے آپ گئی تھیں۔ دہان سے بھاگ نکلیں۔ اس کے لمحہ بعد آپ لوہے کے ساتھیوں میں سے ایک کو لہجہ کر پاس والے مکان میں خادم کا کام کرتا تھا۔ وہاں آئیں۔ بیرن کو فرش زمین سے اٹھا کر بستر پر پڑا دیا۔ کمرہ کا سامان ترتیب سے رکھا۔ مگر اب نیلگوں

ہیرا اتانے کی جرأت نہ ہوئی۔ یہ واقعات تھے۔ جو اس موقع پر پیش آئے۔ اس لئے اگرچہ آپ نے
 برن کو بعداً قتل نہیں کیا۔ تاہم اس میں شک نہیں کہ وہ آپ ہی کے ہاتھوں مرے۔
 وہ اس وقت اپنے نازک سپید لمبے ہاتھوں کو پیشانی پر دبائے بے حرکت بیٹھی تھی
 کچھ دیر بعد جب اس نے انہیں ہٹایا۔ تو مالز کو اس کا چہرہ غایت درجہ غمزہ نظر آیا۔
 کہنے لگی ”یہ سب کچھ آپ والد سے کہہ دیں گے؟“

”ہاں اور میں یہ بھی بتا دوں گا۔ کہ میرے پاس کئی گواہ موجود ہیں۔ مثلاً میڈی موائل جی بیٹے
 جو سنہرے بالوں والی عورت کو پہچانتی ہے۔ سیراگٹ جو اینٹائیٹ بریڈ کی سٹنا ہے
 اور کونش ڈاکرزن جو میڈم ڈاریل سے ناواقف نہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ سب باتیں میں اُن
 کے رد و بیان کر دوں گا۔۔۔“

فوری خطرہ سے عارضی حوصلہ پا کر وہ کہنے لگی ”نہیں آپ ایسا کرنے کی جرأت نہیں کر
 سکتے۔“

وہ اپنی جگہ سے اٹھا۔ اور لاٹبرری کی طرف ایک قدم جا چکا تھا۔ کہ کاؤنڈل نے یہ کہہ کر روک
 دیا۔ ”موسیو ایک منٹ کے لئے ٹھہر جائیے“
 وہ کچھ سوچنے لگی۔ اور آخر اپنے اضطراب پر پوری طرح غالب آکر پرسکون لہجہ میں بولی
 آپ شرکاء مالز ہیں۔ یہ ٹھیک ہے؟“

”ہاں۔“

”پھر مجھ سے آپ کا واسطہ؟“

”واسطہ!۔۔۔ سنئے میرا مقابلہ تھیں لوہن سے ہے۔ اور اس میں کامیاب ہونا میرا
 فرض ہے۔ لیکن آخری نتیجہ جو یقینی ہے۔ اس کے حاصل ہونے تک میری رائے میں مناسب
 ہوگا۔ کہ اپنے دشمن پر غالب آنے کے لئے آپ جیسی قیمتی شخصیت کو بطور پرغمال اپنے قبضہ
 میں رکھا جائے۔ پس میرے ساتھ چلیے۔ میں آپ کو ایک دوست کی حفاظت میں رکھوں اور مالز
 اور میں اس بات کا وعدہ کرتا ہوں۔ کہ جس وقت میرا مقصد حاصل ہو گیا۔ میں آپ کو فوراً آزاد
 کر دوں گا۔ مجھے خدا نخواستہ آپ سے کوئی عداوت نہیں۔“

”بس اسی قدر؟“

”بس۔ میں آپ کے ملک کا رہنے والا نہیں۔ اس لئے میرا سوسائٹی کے متعلق ذرا غرض

نہیں ہو سکتا۔ جہاں کے کسی باشندہ کا ہونا چاہیے۔

معلوم ہوتا تھا۔ اس سینہ نے اپنے دل میں کچھ فیصلہ کر لیا ہے۔ اس کے باوجود اس نے ایک لمحہ کی رعایت چاہی۔ اور آنکھیں بند کر لیں۔ ٹالز اس کے پاس کھڑا اس کے غیر معمولی سکون پر تعجب ہوتا تھا۔ کیونکہ اب وہ ہر قسم کے خطرات سے لاپرواہ نظر آتی تھی۔

دل میں کہنے لگا۔ ”معلوم نہیں۔ اپنے آپ کو خطرہ میں محسوس کرتی بھی ہے یا نہیں۔ غالباً نوپن کی حفاظت رکھتے ہوئے اسے خطرہ کا کوئی احساس نہیں۔ یہ سمجھتی ہے کہ اگر نوپن میرا حامی کار ہے۔ تو مجھے کوئی خطرہ پیش نہیں آ سکتا۔ وہ ہر جگہ موجود رہتا ہے۔ اس سے کبھی کوئی غلطی سرزد نہیں ہوتی۔“ پھر وہ کسی قدر بلند آواز سے کہنے لگا۔ ”میز موزل میں نے پانچ منٹ کی جہالت دی تھی اب تیس منٹ کے اوپر گزر چکے ہیں۔“

”موسیو اگر اجازت ہو۔ تو میں اپنے کمرہ میں جا کر کچھ ضروری سامان لے آؤں؟“

”مجھے اس میں انکار نہیں۔ میں رو مونٹ چینن میں آپ کا انتظار کروں گا۔“

میرا دوست ہے۔

”آہ! تو کیا آپ کو معلوم ہے۔۔۔“ اس نے نمایاں خوشی کے ساتھ کہا۔

”میز موزل مجھے بہت کچھ معلوم ہے۔“

”بہت اچھا میں گھنٹی بجاتی ہوں۔“

خادمہ اس کی ٹوپی اور کوٹ اٹھا لائی۔ اور ٹالز کہنے لگا۔ ”ایم ڈیشنگ سے آپ کچھ عذر کریں وہ کوئی ایسا معقول عذر ہونا چاہیے کہ آپ کی دو تین دن کی غیر حاضری کے لئے کافی سمجھا جا سکے۔“

”لیکن یہ غیر ضروری ہے۔ کیونکہ میں بہت جلد واپس آ جاؤں گی۔“

اس نے ٹالز کی طرف ایسی نظر سے دیکھا جس سے اس بات کا اظہار ہوتا تھا۔ کہ مجھے تمہاری دشمنی کی ذرا پروا نہیں۔ دونوں بجائے خود اپنی کامیابی کا اعتماد رکھتے تھے۔ دونوں کے لبوں پر مسکراہٹ نمودار تھی۔

”آپ کو اس پر اتنا بھروسہ ہے! آخر کار ٹالز نے کہا۔“

”ہاں اس سے بھی زیادہ۔“

”آپ کے نزدیک جو کچھ کرسٹ ٹیک ہوتا ہے۔۔۔ جو کچھ وہ چاہے ہو رہتا ہے۔ اس کی

ہر بات آپ کو پسند ہے۔ اس کی خاطر آپ کو خطرہ کی ذرا پروا نہیں ہے؟
”مجھے اس سے ناقابل بیان محبت ہے۔ اسی میں سب کچھ آگیا۔“ اس نے جوش کے ساتھ
کہا۔

”اور آپ سمجھتی ہیں کہ وہ آپ کو بچالے گا؟“
اس نے اپنے شانوں کو حرکت دی۔ مگر زبان سے کچھ نہیں کہا۔ پھر اپنے والد کے پاس جا کر
کہنے لگی۔ ”میں ایم سرٹیک مین تو آپ سے ملنے جاتی ہوں۔ یہیں نیشنل لائبریری بھیک جاتا ہے۔“
”بچے کے وقت تک آپس آ جاؤ گی کیا؟“
”شاید... یا ممکن ہے۔ نہ اس کو... بہ حال آپ فکر نہ کیجئے گا۔“ پھر استقلال آمیز لہجہ
میں اس نے ٹالنے سے کہا۔ ”موسیو میں تیار ہوں۔“

”بغیر کسی خوف کے؟“ اس نے آواز دبا کر پوچھا۔
”اچھا میں نڈر کر سکے۔“ اس نے جواب دیا۔
”یہ یاد رکھیے۔ کہ اگر آپ اپنے فرار ہونے کی کوشش کی۔ تو میں غل جھکے گرفتار کراد دوں گا۔ اور آپ
کو حوالات میں جانا ہوگا۔ معلوم رہے کہ سنہری بالوں والی عورت کے خلاف وارنٹ گرفتاری
جاری ہو چکا ہے۔“

”میں قسم کھاتی ہوں کہ فرار ہونے کی کوشش نہ کرؤں گی۔“
”بس اتنا کافی ہے چلئے۔“
وہ نوایک ساتھ مکان سے نکلے۔ یہ تھلاک ٹالنے کی صریح کامیابی تھی۔

۴

جہاں موٹر کار دوسری طرف منہ کئے چوک میں کھڑی تھی۔ وہاں اُن کو ڈرائیور کی پیٹھ اور ٹوپی
نظر آ رہی تھی۔ اس نے اپنے سموری کوٹ کے کالر کو سر دی سے بچنے کے لئے بہت اونچا اٹھا
رکھا تھا۔ قریب پہنچے تو ان کی کھٹ کھٹ سنائی دی۔ بالکل موٹر کار دروازہ کھولا۔ پہلے کلوٹلڈ
سوار ہوئی۔ اس کے بعد وہ خود بیٹھ گیا۔

ایک تیز جھٹکا دے کر موٹر آگے کو چلی۔ اور بہت جلد بیرونی باغات ایونیو ٹاک اور ایونیو
ڈیلا گرینڈ آرمی میں پہنچ گئی۔

موٹر کے اندر بیٹھا ہوا ٹالنے اپنی تجاویز پر غور کرتا تھا۔ ”گینیاہ ڈاس وقت گھر پر ہوگا...“

میں اس لڑکی کو اس کے پاس چھڑتا ہوں... مگر کیا اسے بتا دینا چاہیے۔ یہ کون ہے؟ نہیں۔ بتا دیا تو وہ اسے لے کر سیڑھا تھانے میں پہنچ گیا۔ اور بنا بنایا کام لگا کر ڈوے گا۔ خیر اس سے فائدہ ہو کر نہیں ایم۔ بی بی کی فہرست کو دیکھتا ہوں۔ اور لوہن کا تعاقب کرتا ہوں۔ اس کے بعد آج رات یا زیادہ سے زیادہ کل صبح تک میں حسب وعدہ آرسین لوہن اور اس کی جماعت کے آدمیوں کو گینیا ڈ کے حوالہ کر دوں گا۔“

وہ خوشی سے ہاتھ ملنے لگا کیونکہ جسے پکڑنے کی آرزو تھی۔ وہ اب بالکل گرفت میں تھا کوئی تازہ رکاوٹ حائل نظر نہ آتی تھی۔ خانان عادت اظہار مسرت کرتا ہوا وہ کلوٹلے سے کہنے لگا۔ ”میڈ موائل اس اظہار اطمینان کے لئے معاف کیجئے گا۔ بڑی دستاورد جدید رہتی ہے۔ اور اس میں کامیابی حاصل کر کے مجھے ناقابل بیان خوشی حاصل ہو رہی ہے۔“

”جے شک موسیو آپ کا اظہار مسرت ہر طرح مناسب اور موزون ہے۔“
 ”ہاں۔ مگر یہ موٹر چلانے والا کس راہ پر چل رہا ہے۔ کیا وہ میرے کہنے کو سمجھا نہیں؟“
 اس وقت ان کی موٹر پورٹ ڈائینولی کی راہ سے شہر پریس سے باہر نکل رہی تھی۔ حیران تھا آخر کیا بات ہے۔ کیا آج پرگولیس کا بازار حدود شہر سے باہر پہنچ گیا؟
 اس نے کھڑکی کا شیشہ اتارا اور چلا کر کہنے لگا۔ ”ڈرائیور دیکھیے تم غلط راستہ پر چل رہے ہو... رو پرگولیس۔“

ڈرائیور نے کچھ جواب نہ دیا۔ اس پر ٹالمراد بھی زوردار آواز میں کہنے لگا۔ ”میں تم سے رو پرگولیس چلنے کے لئے کہہ رہا ہوں۔“
 مگر اس نے پھر بھی پروا نہ کی۔

”دیکھیے کیا تم ہرے ہو گئے ہو؟ یا جان بوجھ کر خاموش ہو... میں نے ہرگز نہیں ادھر آئے کے لئے انہیں کہا تھا... رو پرگولیس سنئے ہو کیا؟... فوراً موٹر کو پیچھے کی طرف موڑ دو۔ جلدی کرو۔“

اب بھی کچھ جواب نہ ملا۔ تو سر آغریاں کے دل میں خوف کا احساس ہونے لگا۔ کلوٹلے کی طرف دیکھا۔ تو اس کے لبوں پر ایک عجیب مسکراہٹ نمودار تھی۔

”آپ کس بات پر حیرت مند ہیں؟“ اس نے جوش میں بھر کر کہا۔ ”اس کا آپ پر کچھ اثر نہیں ہو سکتا۔“
 ”جے شک کچھ نہیں۔“ اس نے جواب دیا۔

دفعاً اس کے دل میں کچھ خیال پیدا ہوا۔ اپنی جگہ سے کسی قدر اٹھ کر اس نے موٹر چلائے والے کی طرف غور سے دیکھنا شروع کیا۔ اس کے شانے زیادہ نازک تھے۔ حرکات زیادہ سہل تھیں۔ نالز کی پیشانی پر برقی سرمدودار ہو گیا۔ ہاتھوں میں تشنج آگیا۔ اور یہ ہیبت بخش خیال ذہن میں پیدا ہونے لگا۔ کہ یہ شخص آرسین یون تو نہیں ہے۔

”سٹر نالز موٹر کی سیر کی نسبت آپ کی کیا رائے ہے؟“

”بہت فرحت بخش میر ہے۔“ نالز نے جواب دیا۔ مگر تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ اپنی زندگی میں اسے کبھی اپنے الفاظ کو صاف اور واضح بنانے اور ان میں سے اضطراب کا عنصر خارج کرنے کے لئے اس قدر کوشش سے کام لینے کی ضرورت نہ ہوئی ہوگی۔ کیونکہ باطن میں وہ اس وقت سخت ہی غصہ کی حالت میں تھا۔ لیکن اس کے ایک ہی لمحہ بعد اس پر عجزانہ اثرات نمودار ہوئے۔ غصہ اور متنافر کی ندی کناروں کے اوپر ٹپک نہ لگی۔ اور باوجود ذہن دست قوت لادری رکھنے کے اس نے بحالت مجبوری ہسپتال نکال کر میڈ موائل ڈسٹنچ کی طرف پھیر لیا۔ پھر زور سے کہنے لگا۔ ”لوہن اگر تو نے اسی لمحہ... اسی ثانیہ میں موٹر کو نہ روکا۔ تو میں میڈ موائل پر فائر کرنے کے لئے مجبور ہو جاؤں گا۔“ لوہن نے سر ہٹھکانے کے بغیر ہی کہا۔ ”اگر آپ کینیڈی پر فائر کرنا چاہتے ہیں۔ تو حصار کو نشانہ بنائیے گا۔“

کلوٹڈ بونی میکسیم اتنی تیز نہ چلاؤ۔ سڑک پر بہت بھیسلن ہے۔ اور تم جانتے ہو۔ میں کتنی کمزور ہوں۔“

وہ اب تک سکرا رہی تھی۔ اور نگاہیں پتھر کے ان ٹکڑوں کی طرف لگی ہوئی تھیں جو سڑک پر جا جا نمودار تھے۔

نالز جوش میں بھر کر کہنے لگا۔ ”اے ٹھیر ایسے۔ جس طرح ممکن ہو۔ ٹھیر ایسے۔ در نہ میں نہیں کہہ سکتا۔ میں کیا کر گذروں گا۔“

ہسپتال کی نالی اس حسینہ کے بالوں کے ساتھ لگی ہوئی تھی۔

وہ بڑا کر کہنے لگی میکسیم کہتے لا پورا آدمی ہو۔ اسی رفتار سے چلتے رہے۔ تو ضرور کوئی حادثہ پیش آئے گا۔

یہ ایک نالز نے ہسپتال کو اپنی جیب میں رکھ لیا۔ اور دروازے کے ہینڈل کو مضبوط پکڑ کر سڑک پر کود جانے کے لئے آمادہ ہوا۔ حالانکہ وہ خود جانتا تھا۔ کہ ایسا کرنا حد درجہ خطرناک ہے۔

کھوٹا چاکر کہنے لگی۔ "مستہ دماغ خیردار ہے۔" سچے سچے بھی موڑ چلی آ رہی ہے۔

اس نے جھک کر دیکھا۔ واقعی ایک بہت بڑی موڑ نہایت خوفناک صورت کی جس کا انکار نہ ہو سکتا۔ اور رنگت سنسنی خیز تھی۔ چلی آ رہی تھی۔ چار آدمی سموری کوٹ پہنچے اس کے اندر بیٹھ گئے۔ اپنے دل سے کہنے لگا۔ "نگرانی کا کافی سامان ہے۔ اب جبری کرنا چاہیے۔"

اس شخص کے انداز سے جو قسمت کے سامنے معذورانہ طریق پر سر جھکا کر انجام کا مستطاب

جائے۔ اس نے دو لبازو چھاتی پر لپیٹ لئے۔ اور جبکہ موڑ دریاے سین سے گزر کر سرسبز

روٹوں اور شاخوں کے علاقوں سے نہایت تیزی کے ساتھ گذر رہی تھی اس نے بالکل ٹیٹہ حرکت

اور شاہرہ کو یہ سوچنا شروع کیا۔ کہ آسین لوہن نے موڑ چلانے والے کی جگہ کیونکر حاصل کی

اس کو وہ ہرگز تسلیم کرنے کے لئے آمادہ نہ تھا۔ کہ جس شخص کو میں نے موڑ چلانے کے لئے

منتخب کیا۔ وہ لوہن ہی کا کوئی رفیق تھا۔ اور کسی خاص مدد سے اپنی جگہ پر متمین تھا۔ مگر اس

کے ساتھ ہی بھی امر واقعہ تھا۔ کہ ضرور لوہن کو کسی نے اطلاع دی۔ اور یہ اطلاع بھی اس وقت

کے بعد دی گئی۔ جب ہالز نے کھوٹا کو گرفتاری کی دھمکی دی تھی۔ کیونکہ اس سے پہلے اس کی

تجزیہ کا کسی کو علم ہی نہ تھا۔ مگر یہ امر واقعہ تھا۔ کہ جب سے اس نے کھوٹا کو اپنے ارادہ

سے مطلع کیا۔ وہ ایک لمحہ کے لئے اس کی نظروں سے پرے نہیں ہوتی تھی۔

لیکچر ایک اسے یاد آیا۔ کہ اس نے وزن سے ٹیلیڈون میں گفتگو کی تھی۔ یہ خیال آتے ہی

سارے معاملہ واضح ہو گیا۔ وہ سمجھ گیا۔ کہ الفاظ کو منہ سے نکالنے سے پیشتر ہی جب میں نے

اس شخص کے منہ سے سکرٹری کی حیثیت میں کھوٹا سے ملاقات کی۔ اس کے دل میں خطرہ کا

احساس ہو گیا۔ اور اس نے سمجھ لیا ہو گا۔ کہ میرا نام کیا ہے۔ اور کہیں مدد کے لئے میں

اس سے ملنے آیا ہوں۔ اس کے بعد قدرتی طور پر اس نے ظاہر و آبی کو برقرار رکھتے ہوئے

لوہن کو مدد کے لئے بلایا۔ کچھ شک نہیں۔ کہ دونوں نے کسی ایسی خفیہ

زبان میں گفتگو کی۔ جن کا صرف انہی کو علم تھا۔

اس کے بعد آسین لوہن کا واقعہ یاد آیا۔ جو پچھلے موڑ کا کوئی دماغی کے لئے تیار دیکھنا اور

اس کے بعد ان کی کھڑکھڑاہٹ سے متاثر ہو کر موڑ چلانے کے ارادہ سے ہٹ کر شہر کے بیچوں بیچ

تھیں۔ اور وہ راز میں تھیں۔ جو ان کا تہیہ و تدبیر تھا۔ اس کے علاوہ ان کی تصدیق

کا سامنے کی اہمیت پر اصرار کیا جاتا تھا۔ اس بات پر بالکل حاکمیت اور حاکمیت ہوتی تھی۔

کہ اس نے اس کے غصہ کو فرو کر دیا۔ وہ یہ جتنی کہ محض جذبات عشق سے حوصلہ پاکر اس عورت نے کتنے زبردست سکون سے کام لیا۔ اور کس طرح اپنے اعصاب پر قابو رکھتے ہوئے چہرہ پر کوئی تبدیلی نہ پیدا کر کے جیسے گرگ بارہاں دیدہ کو ٹکدہ دیا۔

سوچتا تھا کہ اس شخص کے خلاف میری کیا ہستی ہے جس کے معاون اتنے زبردست ہیں اور جو محض اپنی ہمت و شہرت کی بدولت ایک کمزور عورت کے انذار اتنی دلیری اور جرأت پیدا کر سکتا ہے۔

پھر ایک بار دریاے سین کو عبور کر کے موٹر کار سینٹ جرمین کی گھاٹی پر چڑھنے لگی۔ لیکن شہر سے پالسیگز پر اس کی رفتار کم ہو گئی۔ اتنے میں دوسری موٹر کار قریب پہنچ گئی۔ اور دونوں پاس پاس ٹھہریں۔ کوئی غیر وہاں موجود نہ تھا۔

لوہن کہنے لگا۔ مسٹر مالز میں تکلیف دیتا ہوں۔ کہ اس دوسری موٹر میں آجائیے۔ جس میں ہم اب تک سفر کرتے رہے ہیں۔ اس کی رفتار بہت کم ہے۔

”آجھا۔“ مالز نے جواب دیا۔ اس نے اخلاق امیز لہجہ اس لئے اختیار کیا۔ کہ تسلیم حزم کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔

”اس کی بھی اجازت دیجئے کہ میں یہ سموری کوٹ آپ کو پہنا دوں۔ کیونکہ ہم غیر معمولی تیزی رفتار سے سفر کر رہے ہیں۔۔۔ اور میں کچھ کھانے کے لئے بھی حاضر ہوں۔ اسے منظر دیکھئے۔ کیونکہ معاون نہیں اس کے بعد کس وقت آپ کو کھانا نصیب ہو۔“

اس موٹر کار میں جو چار آدمی پہلے سوار تھے۔ وہ نیچے اتر آئے۔ ایک ان کے قریب پہنچا۔ اور جب اس نے اپنی رنگدار عینک اتاری۔ تو مالز نے پہچانا۔ کہ یہ وہی مرد شریف تھا۔ جسے اس نے رشارٹ ہانگوائے میں فراخ کوٹ پہنے دیکھا تھا۔

لوہن اس سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ اس موٹر کار کو اسی شخص کو وہیں پہنچا دینا جس سے میں نے اسے کہایہ پر حاصل کیا تھا۔ رولی جنیڈر میں وہ دائیں ہاتھ کی طرف پہلے شراب خانہ میں منتظر ہو گا۔ میں نے اس سے ایک ہزار فرانک کا وعدہ کیا تھا۔ وہ ادا کر دینا۔۔۔ اور میں بھول گیا۔ اپنی عینک مسٹر مالز کو دے دو۔“

اس نے چند الفاظ میڈموازل ڈیشیخ سے کہے۔ اور اس کے بعد موٹر کی اگلی نشست پر بیٹھ کر اسے چلانے لگا۔ مالز اس کے پہلو میں تھا۔ اور لوہن کا ایک آدمی پچھلی نشست پر

اس کا یہ کہنا غلط نہ تھا۔ کہ ہمیں غیر معمولی تیزی رفتار سے سفر کرنا ہوگا۔ اب انہوں نے اسی تیزی سے سفر شروع کیا۔ کہ دماغ میں چکر آتے تھے۔ بعید اُنقی مقامات اس طرح قریب آتے جا رہے تھے۔ گویا موٹر ان کے لئے کوئی غیر معمولی کشش رکھتی ہو۔ اور اس کے لمحہ بھر بعد اس طرح نظر سے غائب ہو جاتے تھے۔ گویا وہ تمام مقامات دُخت۔ مکان۔ میدان۔ اور جنگل اس تیزی رفتار کے ساتھ جس سے کوئی مذی بہ کر جھیل میں مل جاتی ہے رکھی عمیق غار میں گرتے جا رہے ہوں۔

لوہن اور شرلاک باقر میں کسی طرح کی گفتگو نہ ہوئی۔ اُن کے سروں پر دُختوں کے تپوں میں اس قسم کی سرسراہٹ ہو رہی تھی۔ جیسے سمندر کی لہروں سے آواز پیدا ہوتی ہے۔ رُخوت کی قطاریں شہر اور قصبات یکے بعد دیگرے پیچھے سہے جاتے تھے۔ میٹروورن اور گیلین یہ سب رستے میں آئے۔ اور پیچھے رہ گئے۔ ایک پہاڑی کے بعد دوسری۔ بن سبیلز کے بعد کنٹیلپ۔ رواں اور اس کے مضافات پھر اس کی بندرگاہ اور گھاٹ یہ سب رستے میں آئے اور نظروں سے غائب ہو گئے۔ اسی طرح ڈوکلیر۔ کاڈی بک۔ پے ڈاکا وغیرہ مقامات سے ہوتی ہوئی یہ موٹر پہاڑیوں اور میدانوں سے گزر کر ملی لون کے رستہ کلبوف میں سے گزری اور یکا یک دریائے سین کے کنارہ پہنچ گئی۔ جس کے گھاٹ پر ایک دفانی جہاز لگا کھڑا تھا یہ نہایت نہایت مضبوط بنا ہوا تھا۔ اور اس کے ڈوکش سے سیاہ اور کثیف دھواں آسمان کی طرف اُٹھ رہا تھا۔

یہاں پہنچ کر موٹر رک گئی۔ دو گھنٹوں کے عرصہ میں اس نے ایک سو میل سے زیادہ فاصلہ طے کر لیا تھا۔

۵

ایک شخص جس نے نیلے رنگ کی جاکٹ پہن رکھی تھی۔ آگے بڑھا۔ اور سلام کے انداز سے اپنی سنہری فیتہ والی ٹوپی کو ماتہ دگایا۔

”شاباش کپتان“ لوہن نے کہا۔ ”آپ کو میرا پہنچ گیا تھا؟“

”جی ہاں۔“

”اور جہان نہرن ڈیل بالکل تیار ہے؟“

”جی بالکل۔“

اس صورت میں سٹرٹائز...

انگریز سرانجام رساں نے ارد گرد نگاہ ڈالی۔ چند آدمی ایک تہوہ خانہ کے باہر بیٹھے ہوئے تھے۔ کچھ اور قریب تر موجود تھے۔ اس نے ایک لمحہ تامل کیا۔ مگر یہ سوچ کر کہ کسی کی امداد حاصل ہونے سے پیشتر یہ لوگ مجھے زبردستی جہاز کی کچلی منزل میں پہنچا دیں گے۔ وہ لکڑی کے تختہ سے گزر کر لوہے کے پیچھے پیچھے کیتان کے جہازی کمرہ میں داخل ہو گیا۔

کمرہ فروغ اور بالکل صاف تھا۔ وارنش بالکل نیا۔ اور پتیل کا سامان غائب درجہ چمکدار تھا۔

لوہے نے داخل ہو کر دروازہ بند کر لیا۔ اور براہ راست معاملہ کی طرف آتے ہوئے ٹائز کہنے لگا۔ اب بتائیے آپ کو کیا معلوم ہے؟

”سب کچھ“

”سب کچھ نہیں مجھے تفصیلات بتائیں۔“

اب اس کے لہجے میں اخلاق کا وہ عنصر موجود نہ تھا۔ جو اس کا حصہ سمجھا جاتا ہے۔ نہ وہ طنز ہی جاتی تھا۔ جسے وہ عموماً انگریز سرانجام کے متعلق اختیار کر لیا کرتا ہے۔ بخلاف انہیں اس کا لہجہ اس شخص کی طرح تھا۔ جو حکومت کرنے کا عادی ہو۔ اور ہر کسی کو خواہ وہ شراک بالزہی کیوں نہ ہو۔ اپنی مرضی کے سامنے جھکا لے۔

دونوں نے ایک دوسرے کی طرف سلسلہ اور قدیم دشمنوں کی طرح دیکھا۔ ایک نے دوسرے کے ہر سے پاؤں تک نظر کی۔

آخر لوہے نے قدرے اضطراب کے لہجے میں کہنے لگا۔ ”دیکھئے صاحب آپ نے کئی بار میری رہ میں محال ہوئے کی کوشش کی۔ مگر ہر مرتبہ ٹپا دیکھا۔ آپ میرے خلاف جو دام لگاتے پھرتے ہیں۔ میں خود اس سے بچتے ہوئے عاجز ہو گیا ہوں۔ پس جان لیجئے کہ آپ کے متعلق میرے حوالہ عمل کا انحصار اس جواب پر ہے جو آپ دیں گے۔ میرا سوال پھر وہی ہے۔ کہ آپ کو کیا معلوم ہے؟“

”میں کہہ چکا ہوں سب کچھ۔“

”دسین لوہے کو خند آگیا تھا۔ مگر اس نے ضبط کرتے ہوئے کہا۔ ”خیر میں بتاتا ہوں آپ کو کیا معلوم ہے۔ آپ اس بات کو جانتے ہیں کہ میں نے میکیم براندز کے نام سے ایوم ڈیٹیوٹ کے

ہلے ہوئے پندرہ مکانات کی مرمت کرائی۔۔۔“

”ہاں۔“

”اور ان پندرہ مکانات میں سے چار کا آپ کو خاص طور سے علم ہے۔۔۔“

”ہاں۔“

”اور باقی گیارہ کی فہرست آپ کے پاس موجود ہے۔۔۔“

”ٹھیک۔“

”یہ فہرست آپ نے بلاشبہ کل رات ایٹم ویٹنج کے مکان پر تیار کی تھی۔۔۔“

”درست۔“

”اور چونکہ آپ سمجھتے ہیں کہ ان گیارہ مکانات میں سے ایک ضرور ایسا ہوگا۔ جسے میں اپنی اور اپنے دوستوں کی ضروریات کے لئے غصوں رکھتا ہوں۔ اس لئے آپ نے گینیا روڈ کو ہدایت کی ہے۔ کہ وہ میدان میں آکر میری جائے پناہ دریافت کرے۔“

”نہیں۔“

”کیا مطلب؟“

”میکہ میں اس کام کو تمنا کر رہا ہوں۔ اور اکیلا ہی بازی لے جانا چاہتا تھا۔“

”گویا اب کہ آپ میرے ہاتھ میں ہیں۔ مجھے کسی طرف سے اندیشہ نہیں؟“

”ہاں۔ جب تک میں تمہارے ہاتھ میں ہوں۔“

”تو کیا آپ بہت عرصہ میرے ہاتھ میں نہ رہیں گے؟“

”بھی میرا خیال ہے۔“

”آرہمیں اپنی شراباک نافذ کے قریب پہنچا۔ اور اپنا ہاتھ اس کے شانہ پر رکھ کر کہنے لگا۔ ”سینے“
”طویل بحث کرنا نہیں چاہتا۔ اور اپنی موجودہ حالت میں آپ مجھے کسی بات سے روک بھی نہیں
سکتے۔ مگر میں چاہتا ہوں۔ ہم دونوں اس معاملہ کو جلد تر ختم کر دیں۔“

”بہت اچھا۔“

”میں وعدہ کیجیے۔ کہ جب تک جہاز ساحل انگلستان پر نہ پہنچ جائے گا تاپ اس سے

نہ ہونگی کوشش نہ کریں گے۔“

”میں اتوار کرتا ہوں کہ جس وقت بھی مجھے موقع ملے میں اس سے بھاگ جانے کی کوشش

کردن گا۔ ہارنے بڑے استقلال کے ساتھ کہا۔

”کیا حاق ہے کیا آپ نہیں مانتے کہ میں ایک لفظ کہہ کر آپ کو بے بس کر سکتا ہوں؟ یہ سب آدمی میرے حکم کے بندے ہیں۔ میں ایک اشارہ کروں۔ تو وہ آپ کی گردن میں زنجیر لگا دیتے۔“

”پھر کیا ہوا؟ زنجیریں تو مٹی جاسکتی ہیں۔۔۔“

”میں آپ کو ساحل سے دس میل پرے سمندر میں پھینکوا سکتا ہوں۔“

”اس سے کیا ہوگا؟ میں تیر سکتا ہوں۔“

”آفرین! لوہن نے سنس کر کہا۔ خوب جواب ہے۔۔۔ دوست میں آپ سے معافی چاہتا ہوں۔ کہ میں کچھ بھروسہ سے منسوب ہو گیا۔ بہر حال یہ بتائیے۔ کیا آپ چاہتے ہیں۔ میں اپنی اور اپنے رفیقوں کی سلامتی کی فکر کروں؟“

”جو جی میں آئے کرو۔ سب تیاریاں بے سود ہیں۔“

”ہو اکریں۔ آپ کو تو ان کی پروا نہیں؟“

”تیار رہنا تمہارا فرض ہے جس طرح جی میں آئے کرو۔“

”بہت اچھا۔ لیجئے۔ اب میں کام شروع کرتا ہوں۔“

لوہن نے دروازہ کھول کر کپتان اور دو ملاحوں کو بلایا۔ جنہوں نے پہلے سراخ رساں کی تلاش لی۔ پھر ان کی ٹانگوں میں رسی باندھ کر کپتان کی نشست سے کس دیا۔

”بس کافی ہے۔“ لوہن نے کہا۔ صاحب اگر آپ اتنی صند نہ کرتے۔ اور حالات کی پیچیدگی کا یہ تقاضا نہ ہوتا۔ تو میں سرگز انتی تکلیف نہ دیتا۔“

ملاح کرہ سے باہر چلے گئے۔ تو لوہن کپتان سے کہنے لگا۔ ”ایک شخص کو حکم دیجئے کہ مشر ہارن کی خدمت کے لئے حاضر رہے۔ اور آپ بھی جہاں تک ممکن ہو۔ ان کے پاس رہیے۔ ان سے جتنے الامکان رعایت کا سلوک کیجئے۔ کیونکہ یہ قیدی نہیں جہاں ہیں۔ بھلا آپ کی گھڑی میں کیا بجا ہے؟“

”دو بج رہے ہیں۔“

لوہن نے اپنی گھڑی اور دیوار میں لگے ہوئے کلاک کی طرف دیکھا۔ پھر کہنے لگا ”دو بج کر پانچ منٹ۔۔۔ ہماری گھڑیاں برابر ہیں۔ بھلا سو چھپٹن پہنچنے میں کتنا عرصہ لگے گا؟“

”جلدی نہ کی جائے تو نو گھنٹے۔“

”خیر گیارہ رکھئے۔ آپ کا جہاز اس وقت سے پہلے ساحل پر نہ پہنچے جتے کہ وہ جہاز جو سوئمپٹن سے آدھی رات کو روانہ ہو کر صبح کے آٹھ بجے ہیو پینچا ہے نہ نہ چل دے۔ سمجھ گئے کیا؟ اس کا خاص خیال رکھئے کہ یہ صاحب کبھی طرح اس جہاز میں فرانس کو واپس نہ آجائیں۔ آپ کا جہاز رات کے ایک بجے سے پہلے کسی حال میں سوئمپٹن نہ پہنچنا چاہیے۔“

”بہت اچھا۔“

”الوداع ٹیئر“ لوہن نے ٹالمر سے مخاطب ہو کر کہا۔ ”آب ہم الگے برس اس دنیا یا اگلی میں مہر ملے گے۔“

”یا شاید کل ہی۔“

لوہن نے اس کا جواب نہ دیا۔ اور چند منٹ بعد ٹالمر کو اس کی موٹر کے واپس جانے کی آواز سنائی دی۔ اس کے ساتھ ہی جہاز ہرن ڈیل کے انجن تیزی سے حرکت کرنے لگے۔ جہاز نے ٹلر اٹھایا۔ اوڑین بجے کے قریب دریائے سین کی شاخ سے نکل کر دوبار میں داخل ہو گیا۔ ٹلر لاک ٹالمر اس نشست پر بے خبر سو رہا ہوا تھا جس کے ساتھ اس کی ٹانگیں کس دی گئی تھیں۔

۶

”اگے دن جو لوہن اور ٹالمر کی جگہ کا آخری یعنی دسواں دن تھا۔ اخبار ایکوڈا فرانس میں حسب ذیل پر لطف معنون شایع ہوا۔“

”کل آرسین لوہن نے انگریز سرعزاساں ٹلر لاک ٹالمر کے خلاف ملک بدری کا حکم صادر کیا۔ یہ حکم دوپہر کو شایع ہوا۔ اور اسی روز عمل میں لایا گیا۔ چنانچہ کل رات ایک بجے ٹلر لاک ٹالمر کو ٹوکسپٹن میں خشکی پر اتار دیا گیا۔“

چھٹا باب

آخر کون جیتا؟

۱

بڑھکے صبح کو قریب آٹھ بجے بارہ کایہ کی گاڑیاں ٹالمر کو لیا کا راستہ روکے کھڑی تھیں۔ جیسا

کنٹینرین کو معلوم ہے یہ بازار ایونیو بائے ڈاؤن سے ایونیو بوگو کی طرف جاتا ہے۔ بات یہ تھی۔ کہ اس روز ایم فلیکس ڈیوی مکان نمبر ۱۰ کی چوٹی منزل کو جس میں ان کی سکونت تھی، دفالی کر رہے تھے۔ اور جن اتفاق سے اسی روز ایم ڈو بر دال جو ماہر فن مشہور تھے اور جنہوں نے اس مکان کی پانچویں منزل کو دو مقلدہ عمارات کی پانچویں منزل کے ساتھ ملا کر کر ایہ پرستے رکھا تھا۔ اپنا کچھ اسباب اور اشیائے قدیمہ کو اس مکان سے باہر بھیج رہے تھے۔ ان کے تعلقات کئی غیر ملکی لوگوں سے تھے۔ اور ان میں سے اکثر ان کی جمع کردہ اشیاء کو دیکھنے آیا کرتے تھے۔

عوام کے نزدیک یہ ہر دو اصحاب یعنی ایم فلیکس ڈیوی اور ایم ڈو بر دال ایک دوسرے سے قطعاً ناواقف تھے۔ اور ایک عجیب بات جس کا بہت دیر تک کسی کو خیال نہیں آیا۔ یہ یہی تھا کہ ان بارہوں گاریوں میں سے جن پر اسباب اٹھایا گیا۔ کسی پر بھی اس کمپنی کا نام یا پتہ درج نہ تھا۔ جس کی وہ ملکیت تھیں۔ اور جو اسباب اٹھوانے کا کام کرتی تھی۔ یہی نہیں رہے کہ ان گاریوں کے انتظام کے لئے کوئی شخص قریب کے شرب خانہ میں نہیں دیکھا گیا۔ حالانکہ عام طور پر ایسے لوگ عموماً اپنی مقامات میں دیکھے جاتے ہیں۔ بہر حال کام اس پھرتی کے ساتھ ہوا کہ گیارہ بجے مکان سا اسباب اٹھ گیا۔ اور کروں میں سما چند پرانے کاغذات یا پچھے ہوئے کپڑوں کے جو عموماً دفالی کیا یہ کمکانات میں رہ جاتے ہیں۔ اور کوئی چیز باقی نہ رہی۔

ایم فلیکس ڈیوی ایک وضع دار جوان تھا۔ کپڑے تازہ ترین فیشن کے اور ماتھے میں ایک بھاری سی موٹھ کی چھتری جس سے رکھنے والے کی غیر معمولی بدنی قوت کا اظہار ہوتا تھا۔ گھرنے تک کہ وہ اطمینان سے چلتا ہوا۔ لگی کے موٹر پر ایک۔ پنج پر بیٹھ گیا۔ جو روپر گولیس کے ساتھ ایونیو ڈاؤن سے ہو کر گذرتی ہے۔ قریب ایک جوان عورت پچھلے متوسط طبقہ کا لباس پہنے ہوئی اندر سے دہی تھی۔ ایک بچہ اس ہی ریت میں کھیل رہا تھا۔

یہ ایک فلیکس ڈیوی نے قوج دیے بغیر اس عورت سے مخاطب ہو کر کہا۔ گینیا روٹہ

”آج صبح تیرے چلے گئے تھے۔“

”کہاں؟“

”پولیس کے صدر مقام کو۔“

”تینا؟“

”ہاں۔“

”کوئی مائی آیا؟“

”نہیں۔“

”گھر میں اب تک تم پر اعتماد ہے؟“

”ہاں میں میڈم گینیارڈ کا مستحق کام کر دیتی ہوں۔ اور وہ عموماً اپنے شوہر کا سب حال میرے ذہن و بیان کر دیتی ہے۔۔۔ صبح ہم دونوں اکٹھے ہی تھے۔“

”بہت اچھا۔ جب تک کوئی نیا حکم نہ دیا جائے۔ ہر روز صبح گیارہ بجے یہاں آ جایا کرو۔“

وہ اگلے کریڈل چلتا پورٹ ڈائن کے قریب پوئل چٹائے کی طرف گیا۔ اور وہاں مختصر سا کھانا جس میں دو انڈے بقولات اور تھوڑا بھل شامل تھا کھا کر رو کر یو کی طرف واپس ہوا۔ وہاں سے کہنے لگا ”میں ایک بار اوپر چلاؤں۔ اس کے بعد نہیں کھجائیں دے دوں گا۔“

اس نے مطالعہ کے کمرہ کا معائنہ کیا۔ اور آتش دان کے قریب ایک گیس بریکٹ کا برقی حصہ دھکیلا کہ اس کی بجائے ایک محرومی سی چیز لگا کر اس نے نالی میں نور سے چھوڑک لگائی جواب میں اُسے ایک ہلکی سیٹی سنائی دی۔ اس نے نالی کو منہ میں لگا کر آہستہ سے کہا۔
”دو بردار تمہارے پاس کوئی اور تو نہیں ہے؟“

”نہیں۔“

”میں آؤں کیا؟“

”ہاں۔“

بریکٹ پھر اصلی صورت میں بدل کر پرے ہٹے ہوئے وہ کہنے لگا۔ ”انسانی ترقی کی بھی کیا انتہا ہے۔ یہ اندازہ دار ایجادات کا ہے۔ جو زندگی کو برہم اور لغزب بنا دیتی ہیں۔ ضرورت صرف اسکی ہے۔ کہ انسان زندگی کی دلچسپیوں سے بہرہ اندوز ہونا چاہتا ہو۔“
وہیں آتش دان کے قریب اس نے شگ مرمر کے ایک ٹکڑہ کو دبایا۔ تو وہ اس طرح پیچھے ہٹ گیا۔ گویا اندر چل گئی ہوئی ہو اس کے ساتھ ہی اوپر لگا ہوا آئینہ ایک طرف کو ہٹ کر نظروں سے غائب ہو گیا۔ اور ایک شگاف سا نظر آنے لگا جس کے سامنے آتش دہن کے اندر بنی ہوئی سیڑھیاں دکھائی دیتی تھیں۔ سیڑھیاں نہایت صاف اور پالش شدہ فولاد اور چینی کی ٹانگوں پر بنی ہوئی تھیں۔

اس رستہ سے اوپر چڑھ کر وہ پانچویں منزل میں پہنچا۔ جہاں آتش دان ہی کے پاس ایک

اور اسی طرح کاشنگاف موجود تھا۔ ایم ڈوبروال یہاں اس کا منتظر تھا۔

اس نے پوچھا۔ کیا سب کام مکمل ہو گیا؟
”ہاں۔“

”سب چیزیں جا چکیں؟“
”سب۔“

”اور عہدہ کے لوگ؟“

”وہ بھی چلے گئے۔ سوائتین آدمیوں کے جو پہرہ دے رہے ہیں۔“
”چلو تو ادھر چلیں۔“

اسی راہ سے وہ نوکروں کی منزل تک پہنچے۔ جہاں تین آدمی موجود تھے۔ ان میں سے ایک کھڑکی کی راہ سے باہر دیکھ رہا تھا۔ ان سے مخاطب اس نے پوچھا۔ کوئی خبر؟
”جی کوئی نہیں۔“

”تباہی میں امن ہے؟“
”ہاں بالکل۔“

”میں دس منٹ کے عرصہ میں یہاں سے ہمیشہ کو چل دوں گا۔ اور تم بھی میرے ساتھ چلو گے۔ اس عرصہ میں اگر تمہیں بازو میں کوئی مستحب حرکت نظر آئے۔ تو مجھے فوراً مطلع کر دینا۔“
”جناب میری انگلی سارا عرصہ گھنٹی کے بٹن پر لگی رہے گی۔“

”ڈوبروال تم نے اسباب لے جانے والوں سے یہ تو کہہ دیا تھا۔ کہ وہ گھنٹی کی مار کو نہ چھیڑیں؟“
”جی ہاں اور وہ خوب اچھی طرح کام دیتی ہے۔“
”بہت اچھا۔“

اس کے بعد یہ دونوں اس حصہ عمارت میں پہنچے۔ جہاں فلیکس ڈیوی رہا کرتا تھا۔ آخر اندر نے شاگ مرمک کے کمرے کو اس کی جگہ ٹھیک کر کے خوش ہو کر کہا۔ ”ڈوبروال دیکھو وہ کون ہر جو میری ان عجیب و غریب ایجاد کو نیا دکھا سکے۔ کہیں بجلی کے تار ہیں۔ اور کہیں خطرہ کی گھنٹیاں۔“
”جیسا نظر نہ آئے والے رستے پر شیدہ اور رخنے اور غائبانہ زینے موجود ہیں... مکان کیا۔ ایک طبیسی محل یا مکمل تھیٹر ہے۔“

”یہ شک اور سب باتیں آرمین لوہن کی شہرت میں غیر معمولی اضافہ کرنے والی ہیں۔“

ٹھیک کہتے ہو۔ لیکن مجھے اس وقت شہرت کی چنداں خواہش نہیں۔ البتہ اس کا افسوس ہے کہ اس تمام سامان آسائش کو خیر باد کہنی پڑی۔ ڈوبر وال ظاہر ہے۔ کہ ہمیں دوسری جگہ جاکے سارا انتظام از سر نو کرنا ہو گا۔ کیونکہ ایک ہی طرح کے انتظامات دوسری جگہ کرنے کے طریق کو میں بہت ناپسند کرتا ہوں۔۔۔ اس موڈی ٹالرز سے خدا بچے۔۔۔

”غالباً وہ اب تک واپس نہیں آیا۔“

”اور آئینہ کر سکتا تھا؟ سو تمہیں شہنشاہ سے صرف ایک جہاز آدھی رات کے وقت چلنا ہے۔ اور سویرے صرف ایک ٹرین صبح کے ۸ بجے روانہ ہوتی ہے۔ جو یہاں لگیا رہ نچ کرتین سنٹ پر پہنچتی ہے۔ پس اگر وہ رات کے جہاز میں نہ چلے۔۔۔ اور یقیناً نہیں چلا ہو گا۔ کیونکہ میں نے کپتان کو تاکید دی تھی کہ وہ صبح کے جہاز میں نہ آئے۔ تو پھر اس کا بیڑیوں اور ڈیپ کے رستے آج رات سے پہلے فرانس پہنچا غیر ممکن ہے۔“

”بشرطیکہ وہ واپس آنے کی جرأت کرے۔“

”اس کا مجھے یقین ہے کہ وہ ضرور آئے گا۔ کیونکہ شہزاد ٹالرز کسی کام کو ناتھ میں نہ لے کر پھر اُسے نامکمل نہیں چھوڑتا۔ وہ واپس تو ضرور آئے گا۔ لیکن بعد از وقت۔ کیونکہ اس وقت تک ہم بہت دور جا چکے ہونگے۔“

”اور میٹے موازل ڈیشچ؟“

”میں قریناً ایک گھنٹہ میں اس سے بھی ملونگا۔“

”اس کے مکان پر؟“

”نہیں وہ چند دن تک اپنے مکان پر واپس نہیں جلیں گے کہ یہ آندھی سر سے گزر جائے۔“ اور میں اسکی پوری طرح حفاظت کر سکوں۔۔۔ مگر دیکھو ڈوبر وال جلدی کرو۔ اس سارے اسباب کو جہاز پر لادنے میں بہت وقت صرف ہو گا۔ اور گھاٹ پر تمہاری ہی ضرورت ہوگی۔“

”لیکن اس کا آپ کو یقین ہے۔ کہ کوئی سہاری نگرانی نہیں کرتا؟“

”تمہیں کس کی نگرانی کا ڈر ہے؟ اندیشہ صرف شہزاد ٹالرز کی طرف سے تھا۔ اور وہ امن تھا۔“

”تک ضرور فرانس سے باہر ہے۔“

ڈوبر وال چلا گیا۔ تو فیکس ڈیوی نے مختلف کردوں کا چکر لگایا۔ ایک دو خطا جاک کے پھر کمرہ امینی کا ایک جاسا مگر ڈفرن زمین پر پڑا دیکھ کر اسے اٹھالیا۔ اور کھانا کھانے کے کرہ میں

سیاہ دیوار گہرے گاند پر ایک بڑا سا دائرہ کھینچ کر اس کے اندر چند سطوری یادگاری کتبہ کے انداز سے
پوں لکھائیں۔

آرٹین لوپن
جینٹلمین چور
میسویں صدی کے آغاز میں
۵ سال تک
اس جگہ رہا

وہ اس دائرہ کی عبارت کو دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ اور سرت سے سیٹی بجاتا ہوا کہنے لگا
اب کہیں نے زمانہ آئندہ کے مورخوں کو ضروری واقفیت ہم پہنچا دی ہے۔ یہاں سے چلنا پڑے
میرے شراب خانہ اب جلدی کرو۔ کیونکہ تین منٹ کے عرصہ میں میں یہاں سے چل دوں گا۔ اور اس
کے بعد تم لوگ سرٹیکو میرا سراغ نہ لگا سکو گے۔۔۔ تین کے بھی صرف دو منٹ رہ گئے ہیں اب
استعار کس کا ہے؟۔۔۔ ایک منٹ اور گزر گیا۔ تم نہیں آؤ گے کیا؟۔ بہت اچھا اب دنیا کچھ
لے گی۔ کہ میں جیتا اور تم مارے۔ لو میرا آخری سلام ہے۔ الوداع اسے آرٹین لوپن کی لکھی
الوداع میں پھر تجھے نہیں دیکھوں گا۔ میری سکونت کے ۵۶ کروڑ و تم سب کو میرا سلام
کیونکہ آج تم پر میری حکومت ختم ہو گئی۔ الوداع اسے سادہ گراحت بخش مکان الوداع!۔۔۔
وہ تعریفیں ادا کر کے یہ تقریر کر رہا تھا کہ وہ دفعتاً گھنٹی بجنے کی تیز آواز غرق آواز سنائی
دی۔ وہ دوبارہ رک رک کر بھی ۱۰ اور پھر سنائی نہ دی۔ بیٹھا یہ کسی کی آمد کا نشان تھا۔ مگر اس
دست آنے والا کون ہو سکتا ہے؟ کوئی ظالم امید خطرہ یا گیسٹارڈ! مگر نہیں۔ وہ تو یقیناً
نہیں ہو سکتا۔

وہ مطالعہ کے کمرہ سے ہو کر جس میں خفیہ زینہ بنا ہوا تھا۔ فرار ہونے کی فکر میں تھا۔ مگر
کچھ سوچ کر رک گیا۔ اور کھڑکی سے بازار کی طرف دیکھنے لگا۔ وہاں کوئی موجود نہ تھا۔

رکھا۔ کیا دشمن مکان کے اندر پہنچ گیا؟ اس نے کان لگا کر سننا شروع کیا۔ بلاشبہ کچھ دبی ہوئی آوازیں سنائی دیتی تھیں۔ بالاتال وہ مطالعہ کے کمرہ کی طرف دوڑا۔ لیکن جس وقت اس نے وہیں نہیں قدم رکھا۔ اُسے اس قسم کی آواز سنائی دی۔ گویا کوئی شخص بال کے دروازہ میں کنجی داخل کر رہا ہے۔

”بجدا بجا واکاقت اب بہت تنگ ہے۔“ اس نے کہا۔ ممکن ہے مکان محصور ہو گیا ہو۔۔۔ اس وقت نوکروں کے زینہ کی راد سے جانے کی کوشش بے سود ہوگی۔ خوش قسمتی سے آتشدان کے اندر والا زینہ محفوظ ہے۔“

اس نے اسی سنگ مرمر کو دیا۔ مگر وہ اپنی جگہ سے نہ ہلا۔ زیادہ زور دیا۔ پھر بھی اس نے حرکت نہ کی۔

اس کے ساتھ ہی ایسا معلوم ہوا کہ باہر کا دروازہ کھل گیا۔ اور کوئی شخص اندر آ رہا ہے۔ ”لعلت بھار شیلان!“ اس نے پریشان ہو کر کہا۔ ”اگر یہ کمانی پرج جواب دے گی تو پھر میرا مذاق ختم۔“

اس نے پوری طاقت صرف کر کے پتھر کو اس کی جگہ سے ہلانا چاہا۔ مگر اس نے ذرا بھی جنبش نہ کی۔ ناقابل یقین شومے قسمت سے وہ کمانی جو ایک لمحہ پیشتر اچھی طرح کام دے رہی تھی۔ اب ذرا حرکت نہ کرتی تھی۔

اس نے دیوانہ وار تنہی انداز سے پتھر کو اس کی جگہ سے اکھاڑنے کی کوشش کی۔ لیکن وہ وہاں سے نہ ہلایا۔ بنا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ غرا جاتے اس کی راہ میں کوئی بڑی رکاوٹ پیدا ہو گئی۔ اس نے زور سے کھے مارے۔ پاؤں کے ٹھٹھے بھی ٹھکائے۔ گالیاں تک دیں۔ مگر بے سود۔

”ایم۔ لوہن کیا بات ہے؟ کس پر تنہا ہو رہے ہو؟“
اس نے خوف زدہ ہو کر پیچھے ہٹنے کے دیکھا تو اس نے شرلاک ہالز کو کھڑا تھا!

۲

شرلاک ہالز!

لوہن اس طرح اس کی طرف دیکھنے لگا۔ گویا کسی خوفناک یا ناقابل یقین خواب نے دماغ میں توجہ اور آنکھوں میں خیرگی پیدا کر دی ہو۔ شرلاک ہالز میں اس نے وہ شخص جسے ابھی کل اس نے

پائل کی طرح جہاز میں لاوکر انگلستان بھیجا تھا۔ آزاد اور فاتح ہو کر سامنے نظر آئے۔ آہ یہ ایک ناقابل یقین معجزہ تھا۔ اس کی واپسی بھی ممکن تھی کہ قدرت کے قوانین میں انقلاب واقع ہو اور خلافت فطرت و بعید از امکان باتیں ظہور میں آئیں۔ ورنہ یہ کیونکر ہو سکتا تھا کہ شراک ٹائمر پیرس میں ... لوپن کے سامنے موجود ہو!

لوپن کو دیکھ کر انگریز سرافروشاں نے اپنا مخصوص طنز یہ لہجہ اختیار کر کے اس انداز سے کام لیتے ہوئے جس سے وہ بار بار اپنے دشمن کے قلب کو جرح کر چکا تھا۔ کہا: "ایم لوپن آج مجھے اس رات کی ساری تکلیف بھول گئی۔ جب میں تمہاری حراست میں بیرن ڈائمنگ کے مکان پر بند رہا تھا۔ میرے دوست ڈائن کو جو حادثات پیش آئے تھے میں ان کو بھی بھول گیا اور یہ سب باتیں کہ کس طرح تم نے مجھے موڑیں اغوا کیا۔ اور ایک تکلیف دہ حراست میں واپس انگلستان کو بھیجا۔ میرے دل سے یکسر محو ہو گئیں۔ دوست اس وقت کی راحت نے ان ساری تکالیف کی وجہ احسن تلقانی کر دی۔"

لوپن خاموش تھا۔ اور ٹائمر سلسلہ کلام جاری رکھ کر کہنے لگا: "کیوں؟ تمہارا یہ خیال نہیں

کہ میں اس سے ان کہلانا چاہتا تھا۔ بظاہر اس کا مقصد واقعات گذشتہ پر غرور لوپن کی تصدیق حاس وراتھا۔

ایک لمحہ سوچنے کے بعد جس عرصہ میں لوپن انگریز سرافروشاں کو سر سے پاؤں تک نظر غور سے دیکھتا رہا تھا۔ اس نے کہا: "غالبا اس وقت آپ کی آمد کسی اہم مقصد سے تعلق رکھتی ہے۔"

"ہاں۔ ایک نہایت اہم مقصد سے۔"

"آپ کا میرے کپتان اور اس کے ملاحقوں سے پنج کے چلے آنا ہماری جدوجہد میں محض ایک تلافی وجہ رکھتا ہے۔ لیکن کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ یہاں آپ کا آرسین لوپن کے سامنے تنہا موجود دینا آپ کے انتقام کو مکمل بنانے کے لئے کافی ہے؟"

"کافی سے زیادہ۔"

"مکان ..."

"بہر طرف سے محصور ہے۔"

”مگر آپس کے دونوں مکان ...“

”وہ دونوں اسی طرح ٹھہر رہیں۔“

”تاہم اس مکان کے اوپر والی منزل ...“

”وہ حصہ جس میں ایم ڈوبر وال رہا کرتا تھا۔ میرے آدمیوں کے قبضہ میں ہے۔“

”گویا اب ...“

”تم میرے زیر حراست ہو۔ اور تمہارا منہ سے پنج نکلنا قطعاً غیر ممکن ہے۔“

اس وقت لوپن کے دل میں وہی احساس پیدا ہوا جو ہالز کے ذہن میں اس وقت ہوا تھا۔ جب اُسے موٹر میں سوار کر کے لے گئے تھے۔ بے اثر غصہ اور بے نتیجہ جوش اسی طرح اس کے سینہ میں طلحہ پیدا کرتا تھا۔ اور ہالز کی مانند اس نے بھی مجبوری دیکھ کر قسمت کے آگے سر جھکانے میں تامل نہیں کیا۔ دونوں مساوی طاقت کے آدمی تھے۔ دونوں نے وقت پر اپنی شکست کو عارضی سمجھ کر اسے اس طرح برداشت کیا۔ گویا جدوجہد کی زندگی میں یہ بھی ایک امر لازم ہو آخر کار وہ کہنے لگا۔ ”بس صاحب اب میرا آپ کا حساب برابر ہو گیا۔“

یہ سن کر انگریز سرائے فرساں کو بہت خوشی ہوئی۔ دونوں تھوڑی دیر خاموش رہے۔ مگر جلد ہی ہی لوپن جو حوصلہ کوجبی ہاتھ سے نہیں دیتا تھا۔ سکڑا کر کہنے لگا۔ ”جو کچھ ہو۔ مجھے اس کا افسوس نہیں۔ ہر بار کامیابی حاصل کرنا بھی انسان کو تکلیف دہ معلوم ہونے لگتا ہے۔ بار بار میں نے ہاتھ بڑھا کر آپ کی چھاتی پر خوفناک ضربیں رسید کیں۔ لیکن اس مرتبہ آپ باندی میں۔ آپ کب مہار کب دیتا ہوں۔ یہ کہتے ہوئے اس نے زور کا قہقہہ لگایا۔ پھر کہنے لگا۔ بہر حال اب مڑا آجائے گا۔ لوپن دام میں تو آگیا۔ مگر اب سوال یہ ہے کہ وہ اس سے باہر کیوں کر نکلے گا؟ ... لوپن دام میں! ... کیا مزہ داری ہے ...“

وقت میرے دل میں اک جوش سا پیدا ہوا ہے جس کے لئے میں آپ ہی کامرہن ہوں۔ کیونکہ میرے نزدیک ہر جوش زندگی ہی سچی زندگی ہے۔“

اس نے دونوں ہتھیاں کس کر کنپٹیوں کے ساتھ اس طرح لگائیں۔ گویا وہ اس ناقابل برداشت خوشی کو ضبط کرنا چاہتا تھا۔ جو اس کے سینہ میں موجزن تھی۔ وہ اس قسم کے اشارے کو دیکھتا جیسے بچہ فرط مسرت کے وقت کیا کرتا ہے۔

یہ ایک وہ انگریز سرائے فرساں کے پاس گیا۔ اور کہنے لگا۔ ”خیر یہ سب کچھ تو ہوا۔ اب بند رہا۔“

کہ آپ کا آنا کس طرح ہوا؟
”کس طرح؟“

”ہاں اور جب گینار ڈالنے سپاہیوں کو ساتھ لئے باہر کھڑا ہے۔ تو انہر کیوں نہیں آتا؟“
”میں نے ہی اسے روک دیا تھا۔ ورنہ وہ اندر آنے کے لئے سخت بے قرار رہتے۔“
”اور کیا وہ آپ کے کہنے سے رُک گیا؟“

”میں نے اسی شرط پر اسے ساتھ لیا تھا کہ اسے میرے کہنے پر عمل کرنا ہوگا۔ علامہ بریں وہ اب تک یہ سمجھتا ہے۔ کراہیم نیلکس ڈیوٹی محض لوہن کا ایک ساتھی ہے۔۔۔“

”آپ نے میرے اہلی سوال کا جواب اب تک نہ دیا۔ خیر اب میں اسے دوسری صورت میں پوچھتا ہوں۔ یہ فرمائیے کہ آپ کس سبب کے لئے میرے پاس تنہا آئے ہیں؟“
”میں تم سے خلوت میں گفتگو کرنا چاہتا تھا۔“
”آہ! مجھ سے؟“

معلوم ہوتا تھا ان الفاظ کو سن کر لوہن کو بہت خوشی ہوئی ہے۔ زندگی میں بارہا ایسے موقع تھے کہ میں جب ہم افعال کی بجائے الفاظ کو زیادہ پسند کرتے ہیں۔

”کہنے لگا۔ شٹر ٹانگے افسوس کا مقام ہے۔ کہ میرے پاس آپ کو پیش کرنے کے لئے کرسی تک نہیں۔ کیا وہ شکستہ صندوق چوکی کا کام دیکھ سکے گا؟ یا اس طرف کھڑکی میں آجائے۔ یقیناً آپ کو سیر کا ایک گلاس پینے سے انکار نہ ہوگا؟ مگر ہلکی ہڈیاں تیز؟۔۔۔ حضرت صبر؟“
”مضاہفہ نہیں۔ ہمیں معاملہ کی طرف آنا چاہیے۔“

”فرمائیے۔ میں سنتا ہوں۔“

”میں بڑے اختصار سے کام لوں گا۔ اصل بات یہ ہے کہ میں فرانس میں کہیں گرفتار کرنے کے لئے نہیں آیا تھا۔ ورنہ اس رستارنٹ ہی میں پکڑ لیتا۔ میں نے تمہارا تعاقب محض اس لئے کیا ہے۔ کہ اس کے بغیر میرا مدعا حاصل نہیں ہو سکتا تھا۔“

”اور وہ مدعا؟“

”تم جانتے ہو۔ میرا مدعا نیلگوں ہیرے کو حاصل کرنا ہے۔ اور بس۔“

”نیلگوں ہیرا؟“

”ہاں۔ کیونکہ وہ ہر طرح کے منہن کی شیشی میں پایا گیا تھا۔ اہلی نہیں۔“

ٹھیک ہے، اصلی کو سنہری بالوں والی عورت نے ڈاک کے ذریعہ بھیج دیا تھا۔ میں نے ایک اسی قسم کا نقلی ہیرا تیار کر دیا تھا۔ اور چونکہ اس وقت میں کونٹس ڈاکر وزن کے باقی جواہرات پر بھی نظر رکھتا تھا۔ اور اسٹوری سفیر کے خلاف پہلے ہی شبہ ہو چکا تھا۔ اس لئے میں نے سنہری بالوں والی عورت سے شبہ اٹانے کے لئے نقلی ہیرے کو سفیر موصوف کے اسباب میں رکھوا دیا تھا۔

”گو یا اصلی ہیرا تمہارے پاس رہا؟“

”ہاں۔“

”خیر تو اب مجھے اس اصلی ہیرے کی ضرورت ہے۔“

”جو انوس کہ میں دے نہیں سکتا۔“

”دیکھو میں اس کے لئے کونٹس ڈاکر وزن سے وعدہ کر چکا ہوں۔ اس لئے جس طرح بھی ممکن ہوگا مجھے اس کو حاصل کرنا ہے۔“

”اور میں اسے ہرگز نہیں دوں گا۔ اس لئے آپ جو مناسب سمجھیں کریں۔“

”مجھے اس کے سوا اور کچھ نہیں کرنا ہے کہ وہ ہیرا تم سے لے لوں۔“

”کیا وہ ہیرا میں آپ کو دیدوں؟“

”ہاں۔“

”اپنی مرضی سے؟“

”نہیں۔ میں اسے خریدنے کو تیار ہوں۔“

لوہن نے زور کا جھگڑہ لگایا۔ کہنے لگا ”نپولین بچ کہا کرتا تھا کہ انگریز یورپ کے بنے ہیں۔“

آپ لوگوں کی ہرات میں کاروباری عنصر موجود رہتا ہے۔“

”مگر یہ معاملہ تو خالص کاروباری پہلو رکھتا ہے۔“

”جھلا آپ اس ہیرے کی کیا قیمت پیش کرتے ہیں؟“

”بہت بڑی۔“

”پھر بھی؟“

”ٹھیک موازنہ شیخ کی آزادی۔“

”کیا کہا۔ آزادی؟ مجھے معلوم تھا کہ وہ زیر حراست ہے۔“

”اے مگر اسے زیرِ حراست لیا جاسکتا ہے۔ میں اس کے متعلق مزوری واقعیت ایم گینیار ڈ کو
 جیسا کہ وہ لگا۔ اور جب ایک بار وہ منہاری حفاظت سے نکل گئی۔ پھر اس کی گرفتاری کچھ بڑی بات
 نہیں ہے۔“

”یہ سن کر وہ زور کا قہقہہ لگا۔ رہنے لگا۔ صاحب آپ اس پہلے کی قیمت میں وہ چیز پیش
 کرتے ہیں جو آپ کے پاس موجود نہیں۔ میڈم وائل ٹریٹنگ ہر طرح محفوظ ہے۔ اور اس کے متعلق
 کسی قسم کا اندیشہ نہیں۔ میں اس کے سوا کوئی اور چیز آپ کے پاس ہو تو پیش کیجئے۔“
 ”سراغزساں نے خود طائل کیا۔ بظاہر وہ پریشان تھا۔ آخر اس نے اپنا ماتھے دشمن کے شا
 پر رکھا۔ اور کہنے لگا۔“ بالآخر میں نہیں ایک اور زیادہ قیمتی چیز پیش کروں؟۔۔۔“
 ”کیا میری آزادی؟“

”نہیں۔۔۔ میں صاف لفظوں میں تو اس کا وعدہ نہیں کر سکتا۔ تاہم اس قسم کا موقع دینا
 میرے اختیار میں ہے۔ کہ تمہارا صرف گینیار ڈ سے مقابلہ ہو۔۔۔“
 ”اور میں اس طرح چاہوں اس سے نمٹ لوں؟“
 ”ہاں۔“

”بے شک یہ کچھ بات تھی۔ مگر اس سے بھی کیا فائدہ ہوگا؟ یہ کیجئے کہانی وقت پر جواب دے
 گئی۔ اگر یہ جواب نہ دیتی۔ تو میں خود آپ ہی سے نمٹ لیتا۔“ یہ کہتے ہوئے اس نے پھر ایک بار
 شنگ مرر کے کمرے کو اندر کی طرف دیا۔

اس کے ساتھ اس کے منہ سے حیرت کا کلمہ نکلا۔ قیمت کی دیسی کتنی متلون مزاج ہے کم
 اب اس کے اٹھ لگاتے ہی پتھر کے کمرے نے جھٹ حرکت کی۔

حفاظت اور فرار کا راستہ۔ سامنے موجود تھا۔ اس نے دل میں سوچا۔ اب شرلاک ٹالز کی
 شرطیں ماننے کی بھی کیا ضرورت ہے؟

وہ اس انداز سے ادھر ادھر چلنے لگا۔ گویا دل میں کوئی جواب سوچ رہا تھا۔
 تھوڑی دیر بعد اس نے اپنا اٹھ اندر زیرِ سراغزساں کے شانے پر رکھا۔ اور کہنے لگا۔ ”مشر
 ٹالز سب پہلوؤں پر غور کرنے کے بعد میں آخر کار اس نتیجے پر پہنچا ہوں۔ کہ آپ کی شرطوں کے بغیر
 میں اس معاملہ کو اپنے طور پر ہی طے کر لوں گا۔“

”یہ تمہارا آخری فیصلہ ہے۔“

”ہاں آخری۔ مجھے کسی کی امداد درکار نہیں۔“
 ”یاد رکھو جب گینارڈ ایک بار یہاں آگیا۔ پھر کچھ ہو جائے۔ وہ یہیں بچ کے نکلنے کا موقعہ

میں دے گا۔“

”کون کہہ سکتا ہے؟“

”دیوانے ہو، دیکھتے نہیں کہ ہر طرف سے ناکہ بندی کر دی گئی ہے؟“

”ہاں۔ مگر ایک رستہ باقی ہے۔“

”کونسا؟“

”مجھے معلوم ہے۔ بیان کرنے کی حاجت نہیں۔“

”افاظ... خالی افاظ۔ سچ جانو۔ اگر تم نے میرا کہا نہ تھا۔“

”مگر اب تک تو میں گرفتار نہیں ہوں۔“

”پھر اس سے کیا؟“

”یہ کہ میرا میرے جسم میں ہے۔“

شرلاک ہائرنے جیب سے گھڑی نکالی اور دیکھ کر کہنے لگا۔ ”اس وقت تین بجتے ہیں۔ دس منٹ ہیں۔ پورے تین بجے میں گینارڈ کو اندر بلا لوں گا۔“

”گویا ہمارے لئے باتیں کرنے کو دس منٹ باقی ہیں۔ وقت تھوڑا ہے۔ اور باتیں بہت اس لئے مشرک الزمیرے چند سوالات کا جواب دیجیے کہ رفع استجاب ہو جائے میری بیچنی بہت بڑھ رہی ہے۔ پہلا سوال یہ ہے کہ آپ کو میرا نام فیلکس ڈیوی کیونکر معلوم ہوا۔ اور آپ نے میرا پتہ کہاں سے دریافت کیا؟“

”وہن کو اس طرح سرسری باتیں کرتے دیکھ کر الزمیرے بیچنی بڑھ گئی۔ وہ سمجھتا تھا کہ اس کی مالی خالی اذیت نہیں رہا، چنانچہ اس میں خود پندی کی کمزوری موجود ہے۔ اس لئے اس کے اس سوال کا جواب دینا معمولی بات سمجھا۔ کہنے لگا۔ ”میں نے تمہارا پتہ سنہری بالوں کی عورت سے معلوم کیا تھا۔“

”کھوٹا کدے؟“

”ہاں نہیں یاد رہا۔ بالکل صحیح جب میں اسے سوڑ میں لے گیا تو اس نے اپنی درزن سے شیفون میں گھٹنگو کی تھی۔“

”پھر اس گفتگو سے کیا معلوم ہوا؟“

”یہ کہ وہ درجن تہار سے سوا کوئی اور نہ تھی۔ اس کے بعد کل رات جہاز میں اپنی اُس زبردست قوت حافظہ کی مدد سے جو خوبی قسمت سے میرا سب سے بڑا سرمایہ ہے۔ میں نے یہ بات یاد کی کہ جس نبر پر اس نے ٹیلیفون میں باتیں کی تھیں۔ اس کا آخری بندہ ۳۷ تھا۔ چونکہ میرے پاس ان مکانات کی فہرست موجود تھی جن کی ایم ڈیٹج نے تہار سے زیر نگینی مرمت کرائی تھی اس لئے آج گیارہ بجے پر میں نے پنچکے میرے لئے ٹیلیفون ڈائرکٹری دیکھنے کے بعد اس عدد ۳۷ کی مدد سے ایم فیکس ڈیوی کا نام اور پتہ معلوم کر لینا دشوار نہ تھا۔ جب یہ معلوم ہو گیا کہ گنہگار کی امداد حاصل کرنا ایک معمولی بات تھا۔“

”مجھے یہ سب یہ سچ کی صورت میں ہی کمال ہے! لیکن اب تک یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی۔ کہ آپ بیورو میں سچ کی ٹرین پر مار کر نہ کہ جوئے؟ اور آپ میرے جہاز میں نکلنے کے لیے نہ کہ فرار ہونے کے؟“

”مگر میں فرار نہیں ہوا۔“

”تو؟“

”تم نے کپتان کو حکم دیا تھا۔ کہ ایک بجے سے پہلے سوئمپٹن میں درجن تہار اس نے بجے بارہ بجے وہاں پہنچا دیا۔ اور میں اس جہاز پر سوار ہو گیا۔ جو ٹھیک اس وقت میری جانب چلتا ہے۔“

”لیکن یہ غیر ممکن ہے۔ کہ کپتان نے میری نافرمانی کی ہو۔“

”بے شک اس نے نافرمانی نہیں کی۔“

”پھر؟“

”تصور دراصل اس کی گھڑی کا تھا۔“

”گھڑی کا؟“

”ہاں میں نے اُسے ایک گھنٹہ آگے کر دیا تھا!“

”کیسے؟“

”جو طرح ایسے کام سکھایا کرتے ہیں۔ یعنی ریج گھما کر۔ ہم بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے ہیں۔ میں نے اس سے اس تم کی گفتگو کی۔ جو اس کی دھمپی کا موجب بن گئی۔ مرقہ پاکر میں نے کہا۔“

کر دیا۔ اور اس نے دیکھا تک نہیں۔

”شائبہ! کیا کہتے ہیں! میں اس ہوشیاری کی داد دیتا ہوں۔ اور آئندہ اسے سزاوارتہ یاد رکھو نہ گا۔ لیکن کپتان کی گھڑی کی سوئیاں تو آپ نے بدل دیں۔ مگر اس کلاک کا کیا ہوا۔ جو گھڑی کے اندر لگا ہوا تھا؟“

”جیسے شک کلاک کا معاملہ مشکل تھا۔ کیونکہ میری ٹانگیں بندھی ہوئی تھیں۔ لیکن میں نے اس علاج کو جسے کپتان باہر جاتے وقت میری نگرانی کے لئے چھوڑ گیا تھا۔ سوئیں کو حرکت دینے پر آمادہ کر لیا۔“

”تو اس کو؟ یہ آپ کیا کہتے ہیں۔ کیا آپ کا مطلب یہ ہے کہ اس نے آپ کے کہنے سے یہ کام کرنا منظور کر لیا؟“

”ہاں یہ ہے۔ اس غریب کو اس معاملہ کی اہمیت کی خبر نہ تھی۔ میں نے اس سے کہہ دیا۔ تو اس طرح بھی ہو چکے لندن جانے والی پہلی ٹرین پر پہنچا ہے۔ اس لئے وہ دھنا منہ ہو گیا۔“

”کسی معاوضہ کے بدلے؟“

”ہاں ایک نہایت معمولی معاوضہ کی خاطر۔۔۔ اگرچہ اس ایماندار شخص کا ارادہ یہی ہے کہ جو کچھ میں نے اُسے دیا۔ اسے تمہارے پاس بھیج دے۔“

”لیکن وہ معاوضہ کیا تھا؟“

”بائبل۔“

”پھر بھی؟“

”نیگلوں ہیرا۔“

”نیگلوں ہیرا؟“

”ہاں وہ جو مصنوعی ہے۔ جسے تم نے کونش کے الماس کے بدلے رکھا دیا تھا۔ اور جو تحقیقات کے سلسلہ میں آخر کار میرے قبضہ میں آیا۔“

آرمین لوہن نے زور کا تقہم لگا دیا۔ اور بہت دیر تک جھٹکنا۔ اسکی آنکھوں میں پانی بھر آیا اور آخر ہنسنے لگا۔ ”یہ بھی کیا لطیفہ ہوا۔ میرا نقلی ہیرا میرے ہی آدمی کو دیا گیا اور وہ اسے میرے پاس بھیج دیا۔۔۔ بہت خوب کپتان کی گھڑی بدلی۔ اور کلاک کی سوئیاں۔“

شرلاک ہلمز کو آرمین لوہن کے خلاف اپنی جدوجہد کبھی اتنی شدید صورت میں محسوس نہ

ہوئی تھی۔ اس غیر معمولی قوت الفا کی مدد سے جو اس کا حصہ ہے۔ اس نے سمجھ لیا کہ اس ظاہری لہجہ
مست کی تدبیر ضرور لوہن اپنے خفاک ذہن رسا کے تمام توانا کو جمع کرنے اور اپنی تمام تدبیروں
کو ایک مرکز پر لانے کی کوشش کر رہا ہے۔

رفتہ رفتہ لوہن اس سے قریب تر ہو گیا تھا۔ انگیز سرخرواں پیچھے ہٹا اور سرسری طور پر
اپنا ہاتھ جیب میں ڈال کر کہنے لگا۔ "ایم لوہن تین بج گئے۔"

"بج گئے کیا؟... حالانکہ ہماری صحبت غایت درجہ پر لطف تھی۔"

"مگر میں تمہارے جواب کا منتظر ہوں۔"

"میرا جواب وہی ہے جو میں پہلے دے چکا۔ اب فیصلہ اس پر ہے کہ یا تو میں اپنی آواز
تجارت سے دوں..."

"اینٹلجن ہیرا۔"

"بہت اچھا... مگر پہل آپ کی ہے۔ بتائیے آپ اس کھیل میں کون سا پتہ پیش کرتے

ہیں؟"

"میرا بادشاہ ہے۔ ٹالنے کا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے پستول سے چھت کی طرف
تائید کر دیا۔"

"یہ لیجئے۔ میرا کیا ہے؟" آرسین لوہن نے سرخرواں کو زور کا مکالمہ لگاتے ہوئے جواب دیا
ٹالنے نے یہ فائر لوہن کو ضرور پہنچانے کے لئے نہیں بلکہ گینہار ڈکوبلانے کے لئے کیا تھا کیونکہ
اب اس کے آگے بغیر معاملہ طے ہونا دشوار تھا۔ لیکن آرسین کے وارنے اس کو زور وادھیل
کو دیا۔ وہ چکر کھا کر پیچھے کی طرف ہٹا۔ اور ادھر لوہن جلدی سے آتش دان کی طرف گیا۔ اس نے
شگ مرم کے ٹکڑے کو حرکت دی... مگر افس کہ اس کی کوشش بعد از وقت ثابت ہوئی
اس کے فرار سے پہلے ہی دروازہ کھل گیا۔

"لوہن! ارمان لوہن..."

یہ فقرہ گینہار ڈکوبلانے کا تھا۔ جو اب اس سے زیادہ قریب چھپا کھڑا تھا۔ جس کا لوہن کو نہیں تھا
اب حالت یہ تھی کہ اس نے پستول کا نشانہ لوہن کی طرف اندر رکھا ہے۔ اور اس کے پیچھے میں
دروازہ تمام محض بلوچان ایک دوسرے کے ساتھ لگے ہوئے کھڑے ہیں۔ ان کے چہروں
کی خشونت سے اظہار ہوتا تھا کہ اگر لوہن نے ذرا بھی مزاحمت کی۔ تو یہ اس کو زد وکوب کرنے سے

دریغ نہ کرینگے۔

لوپن نے آہنگی سے اشارہ کر کے کہا: "پتول دکھانے کی ضرورت نہیں۔ میں مارا جاتا ہوں" اور یہ کہہ کر اس نے اپنے دونوں بازو چھاتی پر لپیٹ لئے۔

۳

خوٹری دیر سکوت رہا۔ اس دوران گروہ میں جو پرورد اور شہم کے سامنے سے عاری تھا۔ آرمین لوپن کے آخری الفاظ اب تک گونج رہے تھے۔ میں مارا جاتا ہوں۔
لوپن کے منہ سے اس کلمہ کا ادھر ہونا ناقابل یقین نظر آتا تھا۔ خود گینارڈ اور اس کے ساتھیوں کا خیال یہ تھا کہ وہ بیکایک کسی پراسرار مسئلہ سے یاد دہانہ کے کسی نامعلوم شگاف میں ہو کر غائب ہو جائے گا لیکن... وہ سانسے کھڑا مارا رہا تھا۔

گینارڈ آگے بڑھا۔ اس وقت معاملہ کی اہمیت کی وجہ سے وہ سخت جوش کی حالت میں تھا۔ اس نے بڑے تکلف سے قریب جا کر اپنا ہاتھ اپنے قدیم ڈشمن کے شانہ پر رکھا۔ اور اس انداز سے گویا اسے یہ الفاظ کہنے میں کوئی خاص لطف حاصل ہوتا ہو کہنے لگا: "لوپن میں نہیں گرفتار کرتا ہوں۔"

"برور را!" لوپن نے ظاہر میں لرزہ باندھ کر کہا: "دوست گینارڈ تم نے مجھے ڈرا ہی دیا تھا۔ آخر چہرہ کو اتنا خوفناک بنانے کی کیا ضرورت ہے؟ تمہارے انداز سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کسی دوست کی قبر پر مڑتے ہو۔ خدا کے لئے اس مافی انداز کو ترک کر دو۔"

"میں تمہیں گرفتار کرتا ہوں۔" گینارڈ نے پھر ایک بار کہا۔

"ٹھیک ہے لیکن اس کے لئے اتنے جوش میں آنے کی کیا ضرورت ہے؟ ہاں۔ لیکن مجھے سے غلطی ہوئی۔ دراصل یہ ایک تاریکی نظارہ ہے۔ کہ قانون کا زبردست حامی چیف انیکہ گینارڈ نامی چور آرمین لوپن کو گرفتار کرتا ہے! معلوم ہوتا ہے۔ تم اس معاملہ کی اہمیت کو پوری پیش نظر رکھنا چاہتے ہو بہر حال دوست گینارڈ تم نے اپنے فرض کو اچھی طرح ادا کیا۔ اب بلاشبہ تم ترقی کے مستحق ہو۔"

یہ کہہ کر اس نے اپنی دونوں کلاسیاں ہتھکڑی لگوانے کو آگے کر دیں۔

یہ عمل بڑی خنجیگی کے ساتھ کیا گیا۔ ہر چند کہ گرفتار کرنے والوں کو لوپن کے خلاف بہت غصہ تھا۔ اور ویسے بھی یہ لوگ عادتاً سخت ہوتے ہیں۔ تاہم اس وقت انہوں نے پوری بردباری اور

شرافت سے کام لیا جس کی وجہ شاید یہ تھی۔ کہ وہ اب تک اس بات کا یقین نہیں کر سکے تھے کہ جتنے ہم نے گرفتار کیا۔ یہ وہی ناقابل احساس ہستی ہے جسے لوگ آرسین پون کہتے ہیں۔

”مزید پون؟“ اس نے ایک آہ بھر کر کہا ”تیسرے دوست اگر اس دولت کی حالت کو دیکھیں تو کیا کہیں گے؟“

اس نے دونوں کلائیوں کو بڑھتی ہوئی طاقت کے ساتھ ایک دوسرے سے پرے ہٹانے کی کوشش کی۔ پیشانی کی رگیں پھول گئیں سداوز بخیر گوشت کے اندر گھس گئی۔

”بس اب خاتمہ ہے۔“ اس نے کہا۔

اور اس کے ساتھ ہی بخیر کے دو ٹکڑے ہو گئے۔

”دوستو کوئی زلیہ مصیبت چیز لاؤ۔ یہ تو بالکل نکی ثابت ہوئی۔“

اب کی بار سپاہیوں نے دوبہری جھکڑی لٹکائی۔ وہ خوش ہو کر کہنے لگا ”یہ خوب رہی انسان جتنی احتیاط کرے اسی قدر اچھا ہے۔“

پھر وہ سپاہیوں کی تعداد گن کر کہنے لگا ”ہاں مگر آپ لوگوں کی تعداد کتنی ہے؟ پچیس... تیس اوہ! یہ تو بہت بڑی تعداد ہے... تمیں آدمیوں کے خلاف میں اکیلا کیا کر سکتا ہوں کاش کہ آپ لوگ پندرہ ہی ہوتے۔“

اس وقت اس کا انداز کسی شہر ایکٹر کا تھا۔ جو اپنے پارٹ کو دلی جوش کے ساتھ ادا کر رہا ہو۔ اس آٹنا میں ٹائمر اس کی ساری حرکات کو اس طرح دیکھتا رہا۔ جیسے کوئی شخص کسی پر لطف نگارہ کو دیکھ رہا ہو۔ اب پہلی مرتبہ سراسر غرور کو اس کا احساس ہوا کہ ان میں آدمیوں کا مقابلہ جن کے پاس قانون کے تمام خونخوار اختیارات موجود تھے۔ اس ایک شخص سے جو سراسر غیر مسلح تھا۔ اور جس کے ماتھے تک بنا سے ہوئے تھے بالکل سادی ہے۔ اپنی موجودہ بے بسی میں بھی پون ان میں سے کم نہ تھا!

اس نے پون اس کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا ”میشر: آپ ہی کی عنایت ہے... آپ ہی کی بدولت آج میں جیل کی مطلوب کوٹھی میں مصیبت کی زندگی بسر کرنے جا رہا ہوں۔ آپ کو ماننا پڑے گا۔ کہ مجھے گرفتار کر کے آپ کے دل کو بھی چین نصیب نہیں ہوا۔ پیشانی کا احساس آپ کو اس وقت بھی ضرور ہے۔“

”لیکن کیا میں نے تمہیں بچنے کا موقعہ نہیں دیا تھا؟“

”بالکل نہیں۔“ لوہن کہنے لگا ”کیا میں اس شرط پر رضامند ہو سکتا تھا۔ کہ ٹنگلوں ہیرا آپ کو واپس دے دوں؟ افسوس نہیں۔ مجھے اس کو حاصل کرنے کے لئے بہت تکلیف اٹھانی پڑی ہے۔ اور میں اس کی قدر کرتا ہوں۔ اس کی وجہ میں پھر کسی وقت بیان کر دوں گا۔ غالباً اس کے بہینہ جب لندن میں آپ کے پاس آؤں گا... مگر کیا آپ اس وقت لندن میں ہوں گے؟ کیا یہ بہتر نہ ہوگا۔ کہ ہمارے ملاقات ٹائٹا یا سینٹ پیٹرز برگ میں ہو؟“

وہ چڑکا۔ دفعتاً چھت کے قریب ایک برقی گھنٹی کے بجنے کی آواز سنائی دی۔ یہ اطلاع گھنٹی نہیں بلکہ ٹیلیفون سے تعلق رکھتی تھی جس کا سامان اب تک اتارا نہیں گیا تھا۔ اور جس کا آواز دھڑکڑکیوں کے درمیان لگا ہوا تھا۔

ٹیلیفون! آہ اب کون بد نصیب اس دامن میں اسیر ہونے کو تھا۔ جو سوئے اتفاق سے بچ چکا تھا۔ آسین لوہن تیزی سے ری سیور کی طرف بڑھا چاہتا تھا۔ کہ اسے تو ڈر کہ پرزہ پرزہ کر دے۔ اور اس طرح پر اس آواز کو دبا دے جو اس تک پہنچی چاہتی تھی۔ لیکن گینیارڈ نے آگے بڑھ کر ری سیور اپنے ماتھے میں لے لیا۔ اور جھپک کر کہنے لگا۔ ”لو... لو... ممبر ۶۴، ۸۵، ۸۶... ٹھیک ہے...“

یہ ایک فالز نے لگے بڑھ کر تھکنا۔ انداز سے گینیارڈ کو پرے ہٹا دیا۔ اور ری سیور ماتھے میں لے کر منہ کے قریب ایک رومال رکھ لیا۔ کہ گفتگو کی آواز اور مدغم ہو جائے۔

اس کے ساتھ ہی اس نے لوہن کی طرف دیکھا۔ نگاہ سے ظاہر ہوا تھا کہ وہ فو کے دل میں ایک ہی خیال پیدا ہوا ہے۔ اور دونوں ایک ہی وقت میں سمجھ گئے ہیں کہ اس واقعہ کا انجام کیا ہوگا۔ اصل یہ ہے کہ دونوں نے معلوم کر لیا تھا کہ ٹیلیفون کی ننگم سنہری بالوں والی عورت ہے۔ جو یہ سمجھتی تھی کہ میں فیکس ڈیوی یا میکسم برنارڈ سے گفتگو کر رہی ہوں۔ حالانکہ بے خبری میں اس کا مخاطب شرلاک فالز تھا۔

انگریز سرخرواں نے پھر ایک بار کہا۔ ”لو... لو...“

تھوڑی دیر خاموشی رہی۔ اس کے بعد فالز کہنے لگا ”ہاں میں ہوں... میکسم...“ اس ٹانگ نے اب بالکل وہی صورت اختیار کر لی۔ جس کا اندیشہ تھا۔ وہ لوہن جو دوسری کی ہنسی اڑاتا اور ہر قسم کی مشکلات کو خفیہ جانتا تھا۔ اس وقت اپنی پریشانی کو چھپانے کا چہرہ کی زنجیت لاش کی طرح زرد تھی۔ اور وہ اس گفتگو کو سننے... اور سمجھنے کے لئے بے تاب

تھا۔ جو ٹیکنیون پر اس کے سامنے ہو رہی تھی۔

ٹائمز اس پراسرار آواز کے جواب میں کہنے لگا۔ "ماں سب کام ہو چکا... میں انتظام کے مطابق تمہاری لڑکی آ کر تھا... کہاں؟ آخر تم کہاں ہو؟... کیا یہی بہترین ترکیب نہیں ہے؟"

وہ ٹھوڑی دیر کو رک گیا۔ معلوم ہوتا تھا۔ مناسب الفاظ تلاش کر رہا ہے۔ بظاہر وہ خود زیادہ گفتگو کئے بغیر سنہری بالوں والی عورت کے سارے حالات معلوم کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ اسے معلوم نہ تھا۔ وہ کہاں ہے۔

کینیڈا کی موجودگی جیسے خود رکاوٹ پیدا کر رہی تھی۔ پاس کھڑا ہوا اپن تہ دل سے اس بات کا تمسک تھا کہ کوئی ٹیبی میجر نہ رہیں اگر اس شیطانی گفتگو کا سلسلہ منقطع کر دے۔ مگر انہوں نے گفتگو جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "ہلو... ہلو... ہلو... ہلو... ہلو... ہلو... اس طرح آواز نہ بہت کم سنائی دیتی ہے... میری سچ میں خاک نہیں آیا... تم تو میری گفتگو کو اچھی طرح سمجھتی ہو؟ میری رائے میں بہتر یہ ہوگا... ماں گھر چلی جاؤ... خطرہ بالکل نہیں خطرہ کی کوئی بات نہیں رہی... وہ انگلستان میں پہنچ گیا... اس کی اطلاع مجھے سوہتہ پٹن سے بذریعہ تار مل چکی ہے۔"

الفاظ کا طعنے لفظ ہو کہ یہ غلط فقرے خود مقرر کو اپنی زبانی کہنے پڑے۔ وہ اس وقت بہت خوش تھا۔ اور اطمینان سے سلسلہ بیان جاری رکھ کر کہنے لگا۔ "ماں میری جان ایک دم چلی جاؤ... میں بھی تمہارے پاس آتا ہوں۔"

ریسیور ماتھے سے رکھ کر وہ کہنے لگا۔ "ایم کینیڈا اپنے تین آدمی مجھے مستار دیجئے۔"

"کیا سنہری بالوں والی عورت کو پکڑنے کے لئے؟"

"ماں۔"

"آپ کو اس کا پتہ معلوم ہو گیا؟"

"نہیں۔"

"سچی ایگر فٹاری خوب رہی۔ وہ اور یون ایک ہی ساتھ پکڑے جائیں گے۔ فون فائنٹ تو روادہی ساتھ گئے مشرکانز کے ساتھ جاؤ۔"

تینوں کو ساتھ ساتھ شراک مقرر چھینے کو بتایا گیا۔

آہ ایوان عظیم تیار یوں کا انجام تھا۔ جہ آرسین لوہن نے کر رکھی تھیں۔ مائے انوس۔ آخر کا سنہری بالوں والی عورت بھی دشمنوں سے نہ بچ سکی۔ اسے ٹالز کی خوش نصیبی کہیے۔ یا مائے کی غیبی اعادہ۔ بہر حال جہاں اب تک وہ عظیم کامیابی حاصل کر رہا تھا۔ وہیں اب اسے ناقابل برداشت تباہی کا سامنا تھا۔

دفعاً اس نے کہا۔ ”مٹے ٹالز۔“

سراغرساں جاتے جاتے رک گیا۔ کیوں؟

اس آخری صدمہ سے لوہن قطعاً مغلوب نظر آتا تھا۔ اس کی بیشیانی پر بل پڑ گئے تھے چہرہ اتر اہوا اور سیاہ ہتھار تاہم پوری کوشش سے کام لے کر اس نے سیدھا کھڑا ہونے کی کوشش کی۔ اور لاچر والی کا اظہار کرنے ہوئے کہنے لگا۔ اس کو تو آپ بھی مانتے ہیں کہ قہر اس وقت مجھ سے خلاں ہے۔ ایک بار اس نے مجھے آتش دان کی راہ سے فرار ہونے سے روکا۔ اور آپ کے رحم پر ڈالا۔ اب وہی شوئے نعمت ٹیلیفون کے پیغام کی صورت میں نمودار ہوئی۔ اور اس نے میری سنہری بالوں والی رفیق کو تمہارے حوالہ کر دیا۔ میں اس درخواست طالع کے سامنے اپنا سر جھکالنے کے لئے مجبور ہوں۔“

”یعنی؟“

”یہ کہ اب میں آپ سے صلح کا ملتی ہوتا ہوں۔“

ٹالز نے گینیار ڈ کو لگا لے جا کر ایک ایسے لہجہ میں جس کے جواب میں انکار کا امکان نہ تھا لوہن سے چند الفاظ تنہائی میں کہنے کی اجازت چاہی ماس کے بعد واپس آیا۔ اور دونوں پر ہنسنے لگے۔

”بتاؤ کیا چاہتے ہو؟“ ٹالز نے پوچھا۔

”میلڈ موزل فرسٹج کی آزادی۔“

”اس کی قیمت معلوم ہے؟“

”ہاں۔“

”اور اسے ادا کرنے کو تیار ہو؟“

”اب میں آپ کی ہر ایک شرط منظور کرنے کے لئے آمادہ ہوں۔“

”خوب! انگریز رساں نے متحیر ہو کر کہا۔ لیکن کیا بات ہے کہ تھوڑی دیر گزری تو

نے اپنے معاملہ میں میری شرطیں ماننے سے انکار کر دیا تھا؟

”سٹرڈا فریٹ یہ ہے کہ اب اس سوال کا تعلق میری ذات سے نہیں رہا۔ بلکہ ایک عورت سے ہو گیا۔ اور عورت بھی کون جس سے مجھے دلی محبت ہے۔ آپ کو شاید معلوم نہ ہو۔ مگر یہاں فرانس رہتا ہوں لوگ اُن معاملات میں جن کا تعلق صنفِ نازک سے ہو۔ انتہائی دلیری کا ثبوت دیتے ہیں۔ کیا ہوا۔ اگر میرا نام لوہن ہے۔ اس کا میرے اخلاق پر تو اثر نہیں پڑا۔“

ہالمر نے اس انداز سے سر ہلایا۔ گویا وہ اس گفتگو کو غیر ضروری سمجھتا ہو۔ پھر کہنے لگا۔ ”یہ بتاؤ نیلگوں پیر کہاں ہے؟“

”آتش دان کے پاس ایک کونے میں میری دستی چھڑی رکھی ہے۔ اسے اٹھا کر ایک ہاتھ سے پکڑ رکھئے۔ اور دوسرے سے اس کی موٹھ کو ہلائیے۔“

ہالمر نے اسی طرح کیا۔ دیکھتے دیکھتے پیچ و پھیلنا ہو کر موٹھ چھڑی سے جدا ہو گئی۔ اس کے شکاف میں گوڑا موجود تھا۔ اس کے اندر الحاس رکھا ہوا تھا۔

اسے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا۔ کہ یہی نیلگوں پیر تھا۔

ایم لوہن اس وقت سے بیٹھ موزل ڈسٹینج آزاد ہیں۔

”اور آئندہ بھی اس کے لئے کسی طرح کا اندیشہ نہیں؟ آپ اس کی طرف سے قطعاً دست

بردار ہو چکے؟“

”میں اور ہر شخص۔۔۔“

”خواہ کچھ ہو؟“

”ہاں خواہ کچھ ہو۔ میں نے اس کا نام تاک فراموش کر دیا۔ اب مجھے معلوم نہیں وہ کہاں رہتی

ہے۔“

”میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ سر دست الوداع۔ امید ہے کہ میں جلدی ہی دوبارہ آپ کو

درونگا۔ کیوں۔ آپ کا کیا خیال ہے؟“

”ہاں میرا بھی یہی خیال ہے۔ مگر دیکھا جائے گا۔“

اس کے بعد انگریز سرفروشاں اور گینیٹارڈ میں کچھ گرم بحث ہوئی۔ مگر جلدی ہی ہالمر نے اسے سختی کے لہجہ میں مختصر کرتے ہوئے کہا۔ ”ایم گینیٹارڈ معاف فرمائیے۔ میرا آپ سے اتفاق ہمارے نہیں کر سکتا۔۔۔ میرے پاس اتنا وقت بھی نہیں۔ کہ میں کوشش کر کے آپ کو

اپنا بخیل بناسکوں۔ ایک گھنٹہ کے عرصہ میں مجھے انگلستان کو واپس جانا ہے۔

”لیکن... سنہری بالوں والی عورت کا کیا ہوگا؟“

”میں کسی ایسی عورت سے آگاہ نہیں ہوں۔“

”ابھی ایک منٹ گذر کہ آپ...“

”خیر بحث کرنے سے کیا حاصل ہے۔ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں آپ اُسے صحیح مانیں یا نہ مانیں آپ کو اختیار ہے۔ میں نے پون کو آپ کے لئے گرفتار کر دیا۔ رہائیگوں ہیرا وہ موجود ہے... اسے آپ ہی اپنے ہاتھ سے کنوئس کے حوالہ کر دیجیے گا۔ میری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ ان دو باتوں کے بعد آپ کو کیا شکایت باقی ہے؟“

”لیکن وہ سنہری بالوں والی عورت جس کی ہمیں تلاش تھی...“

”اس کی تلاش آپ کو تھی۔ اور آپ کو اختیار ہے جس طرح چاہیں اس تلاش کو جاری رکھیں“ اتنا کہہ کر اس نے ٹوپی اٹھائے سر پر رکھ لی اور اس انداز سے تیز چلتا ہوا چل دیا جیسے کوئی مصروف شخص اپنے کام سے فارغ ہو کے چل دیتا ہے۔

۴

”الوداع میٹر“ پون نے اُسے جاتے ہوئے دیکھ کر کہا۔ ”واپسی کا سفر مبارک ہو... میں ان

باہمی دوستانہ تعلقات کو ہمیشہ یاد رکھوں گا۔ ڈاکٹر ڈالٹن کو میرا سلام کہیے گا۔“

مگر ڈالٹن نے اس کا کچھ جواب نہ دیا تو پون اپنے دل سے کہنے لگا۔ ”ان انگریزوں کی بے مروتی دیکھئے کہ نصرت ہوتے وقت سلام تک کے روادار نہیں بنتے۔ ان میں وہ اخلاق نام کو بھی نہیں جو ہم لوگوں کا خاصہ سمجھا جاتا ہے۔ گینہارڈ ذرا غور کرو۔ کیا کوئی فرانسیسی ایسے روکھے طریق پر جدا ہوا منظور کرتا؟ وہ اپنی کامیابی کو کتنے شاندار اخلاق کے پردہ میں چھپاتا... لیکن بخدا گینہارڈ۔ تم کیا کر رہے ہو؟... خانہ تلاشی! بچلے آدمی۔ یہاں تو اب ایک پرزہ کاغذ بھی موجود نہیں۔ میرا تمام اسباب ایک محفوظ مقام میں پہنچ چکا۔“

”پھر بھی کون کہہ سکتا ہے...“

پون چپ چاپ دیکھا کیا۔ دو انچ پکڑوں نے اسے دو طرف سے پکڑا ہوا تھا۔ اور باقی اس کے گرد گھیرا ڈالے کھڑے تھے۔ اس اٹن میں وہ ساری کارروائی کو صبر و سکون کے ساتھ دیکھتا رہا۔ لیکن جب میں منٹ گذر گئے تو وہ ایک آہ بھر کر کہنے لگا۔ ”گینہارڈ۔ اوچھلیں۔ اس

”طرح تو سارا دن اسی میں ختم ہو جائے گا۔“

”کیا تمہیں بہت جلدی ہے؟“

”ماں مجھے ایک نہایت ضروری کام دو پیش ہے۔“

”تھکا نہ ہیں؟“

”نہیں شہر میں۔“

”اوہ! کس وقت؟“

”دو بجے۔“

”اور اس وقت تین بج چکے ہیں۔“

”میشک وقت گزر گیا۔ اور مجھے عدم پابندی اوقات سے سخت نفرت ہے۔ لیکن کیا کیا جائے۔“

”مجبوری ہے۔۔۔“

”خیر بائیں منٹ اور انتظار کرو۔“

”نہیں اب میں ایک منٹ بھی انتظار نہیں کر سکتا۔“

”اتنی سختی! خیر میں کوشش کروں دیکھتا ہوں۔“

”اب باتیں چھوڑ دو۔۔۔ اس الماری میں کیا خاک رکھا ہے۔ وہ تو بالکل خالی پڑی ہے۔“

”اس میں چند خطوط موجود ہیں۔“

”یہ اسلےبل ہونگے۔“

”نہیں ایک بندل ہے۔ فیثیہ میں بندھا ہوا۔“

”ارغوانی فیثیہ ہے کیا؟ گینیار ڈھاکے لئے ان خطوں کو نہ کھولنا۔“

”کیا وہ کسی عورت کے لکھے ہوئے ہیں؟“

”ہاں۔“

”کسی لیدی کے؟“

”ایسا ہی سمجھو۔“

”مگر اس کا نام کیا ہے؟“

”میڈم گینیار ڈ۔“

”حاضر جواب خوب ہو۔“ انپکٹرنے اپنے غصہ کو ظاہر داری میں پھپھاتے ہوئے کہا۔

اتنے میں اور لوگ مختلف کمروں کی تلاشی سے فارغ ہو کر واپس آ گئے تھے۔ کہنے لگے "تلاشی سے کوئی چیز دستیاب نہیں ہوئی۔" یہ سن کر لوہن ہنسنا اور بولا۔ "تھلاؤں رکھا ہی کیا تھا؟ کیا تم لوگ یہ سمجھتے تھے۔ کہ میرے دوستوں کی فہرست یا فیصلہ جرمی سے میرے تعلقات کا ثبوت مل جائے گا؟ گینہار ڈتھارے دیکھنے کی چیز اس مکان کے مختلف اسرار تھے۔ مثلاً وہ نانی جسے تم گیس پائپ سمجھتی ہو۔ دراصل گفتگو کرنے کا ذریعہ ہے۔ پھر اس آتش دان میں ایک خفیہ زینہ ہے۔ یہ دیوار یہاں سے کھوکھلی ہے۔ اور سارے مکان میں بے شمار الارم دینے کی گھنٹیاں موجود ہیں۔ گینہار ڈتھارے اس بٹن کو دبا کے دیکھو۔"

اس نے ایسا ہی کیا۔

"کیا کوئی آواز سناؤ دی؟"

"نہیں۔"

"بے شک نہیں مگر حقیقت میں تم نے اس ذریعہ سے میرے ہوائی کپتان کو ہدایت کر دی ہے۔ کہ وہ آلہ پرواز تیار رکھے جس میں بیٹھ کر عنقریب ہمیں آسمان کی جانب پرواز کرنا ہے۔"

"آؤ! اب گینہار ڈتھارے کی دیکھ بھال ختم کر چکا تھا۔ کہنے لگا۔ اس طرح کی گفتگو بہت چلی۔ اب چلنا چاہیے۔"

وہ چند قدم چلا۔ اس کے آدمی بھی پیچھے بڑھے۔ مگر لوہن اپنی جگہ پر کھڑا رہا۔

اس کے منہ کیوں نے اسے دھکیلنا چاہا۔ مگر بے سود۔

"کیا تم چلنے سے انکار کرتے ہو؟ گینہار ڈتھارے نے پیچھے مڑ کر پوچھا۔

"بالکل نہیں۔"

"پھر؟"

"میرا چلنا نہ چلنا اس بات پر منحصر ہے۔۔۔"

"کس بات پر؟"

"کہ تم مجھے کہاں لے جانا چاہتے ہو؟"

"تھانہ کو۔ اور کہاں۔"

"تب میں نہیں چلوں گا۔ جھلا تھانہ میں میرا کیا کام ہے؟"

"فرمانے ہو گئے ہو۔ کیا؟"

”کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ مجھے شہر میں ایک ضروری کام ہے؟“

”لوپن؟“

”گینیارڈ وقت نہ کرو، تم جانتے ہو، سنہری بالوں والی عورت میرے لئے بے قرار ہو گئی۔ کیا اُسے عرصہ دراز تک انتظار میں رکھنا، بدسلوکی میں داخل نہ ہو گا، یقیناً یہ کسی مرد شریف کا شیوہ نہیں ہو سکتا۔“

اب تک پٹر گینیارڈ لوپن کی طنز پر گفتگو سے بہت بگڑ گیا تھا کہنے لگا۔ ”لوپن سنو۔ اب تک میں نے تم سے غایت درجہ نرمی کا سلوک کیا ہے، لیکن رعایت کی بجائی آخر کوئی انتہا ہوتی ہے۔ اس لئے میں پھر کہتا ہوں میرے ساتھ چلے آؤ۔۔۔“

”یہ غیر ممکن ہے جیسا میں نے کہا تھا۔ مجھے ایک ضروری کام درپیش ہے۔ اور میں اُسے طام نہیں سکتا۔“

”ایک بار پھر میں تم سے کہتا ہوں کہ یہ بھی طرح سے میرے ساتھ چل دو۔“

”اور ایک بار پھر میں عرض کرتا ہوں کہ یہ غیر ممکن ہے۔“

گینیارڈ نے اشارہ کیا۔ اور اس کے دو آدمیوں نے لوپن کی انگلیوں میں ہاتھ ڈال کر اُسے فرش زمین سے اٹھا لیا، لیکن فوراً ہی چیخ مار کر اُسے چھوڑ کے ہٹ گئے۔ کیونکہ آرمین لوپن نے دونوں ہاتھوں سے دو لمبی سوئیاں ان کے بدن میں گھونپ دی تھیں۔

غصہ سے دیوانہ ہو کر باقی آدمی اس پر بزدل حملہ آور ہوئے، ان کے دلوں میں سابقہ ناکامیوں سے پہلے ہی کافی غصہ تھا۔ اب اپنے ساتھیوں سے بدسلوکی ہوتے دیکھ کر مطلقاً برداشت نہ کر سکے۔ انہوں نے اُسے پیسے درپے کئی نیکے لٹکائے مگر ایک نہ دروازہ کھاجو اس کی کنپٹی پر لگا اس سے وہ بیہوش ہو کر زمین پر گر گیا۔

یہ دیکھ کر گینیارڈ غصہ میں جبر کر کہنے لگا۔ ”اگر تم نے اسے ضرب شدید پہنچائی۔ تو یاد رکھو میں عبرت ناک سزاؤں لگاؤں۔“

دون لوپن کو ہوش میں لانے کے لئے اُس پر جھکا۔ لیکن یہ دیکھ کر کہ وہ اچھی طرح سانس لے رہا ہے اس نے اپنے آدمیوں سے کہا۔ ”اُسے ہراور پاؤں سے پکڑ کر اٹھاؤ۔“ خود اس نے اس کے کولہوں کو ہار دیا۔

”آہستہ۔۔۔ بالکل آہستہ۔ ضرور ہچکچاؤ نہ لگے۔۔۔ دھیرے دھیرے تو اسے جان ہی سے

مار دیا تھا۔ کیوں لوہن اب کیا حال ہے؟

لوہن نے آنکھیں کھول دیں۔ اور رک رک کر کہنے لگا۔ گینیارڈ کچھ اچھا حال نہیں... بھلے آدمی ان کو روکا تو ہوتا... کہ اس پہلے درمی سے زور کو کب نہ کرتے۔

”مگر قصور تہا را اپنا تھا... آہٹراتنی صدکیوں کی تھی؟ گینیارڈ نے دلی افسوس کے ساتھ کہا۔ ”تہیں چٹ تو نہیں آئی؟“

وہ سیڑھیوں کے قریب پہنچ چکے تھے۔ لوہن کرہستے ہوئے کہنے لگا۔ گینیارڈ... لفٹ کا انتظام کرو... اس طرح تو یہ لوگ میری ہڈیاں توڑ دینگے...“

”ٹھیک کہتے ہو۔“ انکسٹر پولیس نے کہا۔ ”اس کے علاوہ سیڑھیاں تنگ ہیں... ان کو بل کر اتارنا غیر ممکن ہوگا...“

وہ لفٹ کی طرف بڑھا اور پوری احتیاط کے ساتھ لوہن کو اس کے اندر بٹھا دیا۔ پھر خود اس کے سپرہ میں بیٹھ کر آدمیوں سے کہنے لگا۔ ”تم لوگ زینہ کی رامے اندر کچھاٹک پر سیر انتظار کر سکتے ہو؟“

یہ کہہ کر اس نے لفٹ کا دروازہ بند کر لیا۔ گلوایا کرنے کے ساتھ ہی شد وغل کی آواز رہا۔ بلند ہوئیں۔ کیونکہ لفٹ نیچے اترنے کی بجائے اس بیلیون کی طرح جس کی رسی کاٹ دی گئی ہو اور پکی طرف اٹھنے لگا۔ اور ایک ملنریہ تہقہہ کی خوشحال آواز گینیارڈ کے کانوں میں پہنچی۔

”تسینا اس ہو؟ گینیارڈ نے سخت گھبراہٹ کے عالم میں کہا۔ اور اس نے دوبارہ وار لفٹ روکنے کا لیور تلاش کرنا شروع کیا۔ مگر جب وہ کہیں نظر نہ آیا۔ تو اس نے آواز دی پانچویں منزل پر... وہاں ہمارا انتظار کرو۔“

کچھ ساہمی چاہی چاہی کی جماعت میں بے تحاشا بھاگتے ہوئے اوپر کی نزل کو گئے۔ مگر لفٹ وہاں بھی نہیں رکا اور ان کی نظروں کے سامنے اندر دیکھا جتنا ہو اچھت میں سے گزر کر سب بالائی منزل پر جا بیٹھا۔ وہاں لوگوں کے بھتنے کی جگہ تھی۔

لوہن کے تین آدمی اس جگہ پہلے سے موجود تھے۔ انہوں نے لفٹ کا دروازہ کھولا۔ وہ گینیارڈ پر لوٹ پڑے جو کچھ تو فطرت اور کچھ غیر معمولی اضطراب کی وجہ سے نہیں سمجھتا تھا کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیئے۔ تیسرے نے لوہن کو مدد دے کر باہر نکالا۔

”کیوں گینیارڈ میں نے تم سے کہ نہیں دیا تھا؟... تم نے خود اس بیلیون کا انتظام کیا...“

آئندہ کوئی موقع پیش آئے تو ہم کو خیال چھوڑ دیا کرو۔ یار رکھنا لوپن کے چننے اور مار کھانے میں بھی کوئی راز ہوتا ہے۔ خدا حافظ۔

لفٹ کا دروازہ پھر بند ہو چکا تھا۔ اور اب اس نے گینیار ڈ کو لیکر دوبارہ نیچے اترا شیخ کیا۔ لطف یہ کہ یہ سب کچھ اتنی تیزی سے ہوا کہ جو سپاہی گینیار ڈ کے انتظار میں بھاگ پرکھڑے تھے۔ انہیں کسی غیر معمولی واقعہ کا علم نہ ہوا۔

گینیار ڈ سے اطلاع پاکر سب لوگ محن میں دوڑنے ہوئے گزرے۔ اور نوکروں کے زینہ کی راہ سے اس منزل کی طرف بھاگے۔ جہاں لوپن اترا تھا۔ وہاں تک پہنچنے کا ذریعہ لفٹ کے سوا صرف یہی ایک ذریعہ تھا۔

کیا دیکھتے ہیں کہ ایک لمبا سا پرچہ رستہ ہے جس کے دونوں طرف کمرے بنے ہوئے ہیں اور سرے پر ایک دروازہ ہے۔ جو اس وقت کھلا تھا۔ اس دروازہ کے آگے ایک اور ایسا ہی پیچیدہ رستہ تھا جس کے دونوں طرف اسی طرح کے کمرے دور یہ بنے ہوئے تھے۔ پھر اس کے سرے پر ایک اور زینہ نوکروں کے چڑھنے اترنے کے لئے موجود تھا۔ گینیار ڈ جو اپنے نااہلوں کے ساتھ تھا۔ خود اس راہ سے اترا اور محن اور ڈیوڑھی میں سے ہر ایک اور بازار میں جا کھا یہ روپکٹ کا بازار تھا۔

اب اس نے جانا کہ معاملہ کیا ہے۔ دراصل دو مکانات پشت پشت بنے ہوئے تھے۔ جن کے صدر دروازے دو مختلف بازاروں کی طرف کھلتے تھے۔ جو ایک دوسرے سے متوازی واقع تھے۔ اور جن کے درمیان کوئی، اگر کا فاصلہ حاصل تھا۔

اس دوسرے مکان کے چٹا تک پرچہ دربان تھیں تھا۔ اس کو اپنا کارڈ دکھا کر اس نے پہچانا کیا چڑا آدمی ابھی اس راہ سے نکلتے ہیں؟

”جی ہاں چوٹی اور پانچویں منزل کے دو نوکر اور ان کے دو اوست ساتھ تھے۔“

”تھلا چوٹی اور پانچویں منزل پر کون رہتا ہے؟“

”دارل نام کے دو آدمی جنہوں نے تاج صبح مکان بدل لیا تھا۔ فقط ان کے دو نوکر باقی تھے۔۔۔ اب وہ بھی اپنے دوستوں سمیت چلے گئے۔“

”تائے افسوس! گینیار ڈ نے فرما دیا کہ سب لوگ ہر ایک نشست پر بیٹھے ہیں۔ کیا شاندار موقع تھا جو ہاتھ سے نکل گیا۔ یہ تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ساری جماعت کا اوٹ

اسی مکان میں تھا! ...

۵

بہنٹ بعد دو قادی کی یہ کی گاڑی میں گیر ڈونارڈ کے سین پر پہنچے۔ اور ایک قلی کو ساتھ لے جس کے پاس ان کا محنتہ اسباب تھا کیلئے اکیس برس پر سوار ہوئے چلے۔ ایک کما بازو اب تک گردن میں بندھے ہوئے رومال کے اندر رکھا ہوا اور چہرہ زرد اور ملا ہوا تھا۔ گویہ سراسر خوش و خرم نظر آتا تھا۔

”آؤ واٹسن جلدی کرو۔ ایسا نہ ہو ٹرین نکل جائے... ٹرین یہ دس دن پہلے دست النمر یاد ہیں گئے۔“

”اور مجھے بھی۔“

”کس زور کے صبر کے ہوئے۔“

”کیلئے شاندار!“

”کوئی اکاؤنٹ کا حادثہ پیش آیا تو سہی۔ مگر خفیف۔“

”ہاں خفیف۔“

”اور آخر کار فتح ہمیں کو حاصل ہوئی نیگیوں میرا مل گیا۔ اور لوہے بھی بڑا کیا۔“

”اور میرا بازو بھی ٹوٹ گیا۔“

”مگر ابی شاندار کامیابی کے مقابلہ میں ٹوٹے ہوئے بازو کی کیا ہستی ہے۔“

”خصوصاً میرے بازو کی۔“

”ہاں خصوصاً تمہارے بازو کی۔ واٹسن تمہیں یاد رہنا چاہیے کہ جس وقت تم دو افروزش کی دکان پر مردانہ وار تکلیف برداشت کر رہے تھے۔ اسی وقت مجھے وہ سرخ لٹاؤ جس نے تاریکی میں میری رہبری کی۔“

”کتنی بڑی خوش قسمتی!“

”ٹرین کے دروازے بند کئے جا رہے تھے۔“

”صاحبان گاڑی کے اندر بیٹھ جائیے... ٹرین جا رہی ہے۔“

قلی نے ایک خالی ڈبہ میں داخل ہو کر اسباب ایک پرچن دیا۔ پھر ٹانگہ واٹسن کو سہارا دے کر سوار کیا۔

کہنے لگا: "وائس کیا بات ہے۔ بندہ خدا اتنی کمزوری کا اظہار کرتے ہو!... حوصلہ رکھو..."

"مگر حوصلہ کا سوال نہیں۔"

"پھر کاہے کاہے ہا۔"

"تم جانو میں ایک ناکام کو نوکرتوے سکتا ہوں۔"

"اے! اس کا مصافقہ نہیں۔ ہائز نے لاپرواہی سے کہا۔ "اچھے بھی تو لوگ ہیں۔ جن کا ایک ہاتھ بالکل ہی موجود نہیں... خیر اب تم بیٹھے گئے... شکر ہے۔"

اس نے قی کو نصف فرینک کا سکہ پیش کیا۔ یہ تو تہادی مزدوری ہے۔"

وہ بولا: "مشرانز شکر یہ ادا کرتا ہوں۔"

سرفرسل نے آواز پہچانی اور غور سے صورت دیکھی۔ معلوم ہوا کہ آوسین لیون ہے!

"تم!... تم!... اس نے غرور سے کہا۔"

ادھر وائس نے اس ایک ہاتھ کو صحیح سلامت دیکھا۔ اس شخص کے انداز سے ہاتھ ہلنے سے جو کسی مسئلہ کی ثابت کر رہا ہو۔ کہنا شروع کیا۔ تم!... تم!... مگر تم تو زیرِ جرات تھے! خود ملا نے مجھے اطلاع دی تھی جب وہ تہیں چوڑ کر آیا تو تم گینڈو اور اس کے... سپاہیوں کے زخمیوں تھے۔

لیون نے انداز غضب سے دونوں بازو چھاتی پر لپیٹ لئے اور بولا: "واہ! تو کیا آپ بچتے تھے ان خوشگوار تعلقات کے بعد جو ہمارے درمیان قائم رہے ہیں آپ کو رخصت کرنے نہ آئی گا حضرت میری عدم موجودگی کی داخل توہین نہ ہوتی۔؟ شاید آپ میری فطرت کو اب تک نہیں سمجھتے! اتنے میں انجمن نے بیٹی دی۔"

"خیر میں آپ کی لامٹی سے روگرد کرتا ہوں... آپ کے پاس ہر ایک سامان ضرورت تو موجود ہے؟ تبا کو... دیاسلٹی وغیرہ... بہت اچھا... ماں اور شام کے اخبار؟... میری گرفتاری کی تفصیل ان میں درج ہوگی... میٹر اپنے اس تازہ معرکہ کی کیفیت و مزاج سے پڑھئے گا... خدا حافظ... آپ سے ملکر مجھے بہت ہی خوشی ہوئی... اور اگر کبھی میں آپ کی کوئی خدمت بجا لا سکوں۔ تو ضرور یاد فرمائیے گا۔"

گاڑی چلنے لگی تھی۔ وہ اتر کر لیٹ نام پر کھڑا ہو گیا۔ اور دروازہ بند کرتے ہوئے کہنے

لگا۔ "الوداع۔"

گاڑی اور آگے کو سر کی تو اس نے روال لایا اور کہہ کر آؤ دارے... میں ضرور آپ کو خیریت کا خط لکھوں گا... آپ جی لکھنا گا... اور روال ڈاکٹر وائٹن اس شکستہ باز کی خبر ضرور دیتے رہیں گے کہ اب کیا حال ہے... میں ہر دو صاویان کی طرف سے کسی ضرورت کا رد کا انتظار کروں گا... بس اتنا پتہ کافی ہے۔ دوپن یہ ہیں... بگٹ لگانے کا بھی ضرورت نہیں۔ الوداع... مجھے امید ہے جلدی ہی شرف نیاز حاصل کروں گا...

ختم شد

نئے اور عجیب ناول

فاتح یورپ (ایسا سرور دار ناول ہے) اس ناول کے دو صاحب ناول ان کے ہر ایک ناول اور ترجمہ مولوی رفیع احمد خاں صاحب کے قلم سے۔ کائنات کی وہ بے نظیر مصنف ہے جس نے اس شرف لاک ہائز کے متعلق ناول لکھے جس کا مقابلہ دین کے ساتھ ناظرین اس ناول میں دیکھ چکے ہیں۔ ایسے مصنف کا نام ناول نویسین انٹیم کے متعلق۔ بعد اس کی دیکھیں کہ کیا شمار ضرور ملاحظہ فرمائیے۔ ۱۹۱۱ء صفحہ قیمت ایک روپیہ۔

مغ ارم جلال الدین نوری ایڈیٹر کی جون ٹرک کے ایک مشہور ترکی ناول کا اردو ترجمہ۔ ابو البیان حکیم مولوی سید رفیع احمد صاحب مولوی کے قلم سے۔ اس ناول میں اس سلطنت ترکی کے پولیٹیکل مسائل پر دلچسپ بحث کی گئی ہے۔ جس کے مشہور نوشت نے سارے ہندوستان میں پھیل پیا کر رکھی ہے۔ حرم سلطانی کے اسرار اور ان کے عجیب و غریب کے دل ہادینے والے حالات زندگی عجیب و غریب کتاب ہے۔ ہر صفحہ قیمت پندرہ شریف بد معاش۔ آئینہ دین کے غور نوشت حالات زندگی بڑی دلچسپ افسانہ ہے کس طرح اس شخص نے پولیس کو آگ بولایا اور حیرت خیز معرکے کے۔ ۱۰۵ صفحہ۔ قیمت ۱۲ روپے **میری** کے حیدر اے ضرور دیکھیں۔

لال برادر سے۔ پارسنر روڈ۔ نو لکھا لاہور

فسانہ لندن

جلد اول

مکمل اردو ترجمہ اجلدوں میں

از منشی تیرتھ رام صاحب فیروز پوری

رینالڈس کے ناولوں میں سب سے دلچسپ و شہرت یافتہ اور سب سے آسان اور اچھی ہے۔

قابل مہف نے اس میں نیکی اور بدی کے درمیان میں کچھ ہیں اور وہ سب ایک ہی وقت میں ان دو طرحوں پر ایک ہی منزل مقصود کا مہیا کی طرف اشارہ ہو گئے ہیں پہلی دھڑاگ آواز پر شور و غلامت سے گزرتی ہے۔ مگر اس کے کنارے ہاجا آسائینی فروزاگا ہیں موجود ہیں۔ دوسری سیدھی دھڑکاؤں اور بظاہر شاداب مگر چھپے ہوئے اس کے لئے ہر قسم کے خطرات سے پر ہے۔ مہف یہ دکھاتا جاتا ہے کہ باوجود ہر قسم کی صعوبتوں کے نیکی کی شادابی انسان کو منزل مقصود تک پہنچانے میں کیا پاتی ہے۔ یہ اس ناول کا خاص پلاٹ ہے۔ مگر جزی طور پر اس کا مقصود ایسے عجیب اور اسے حیرت خیز کہ کرکٹ شال کئے گئے ہیں کہ انسان پڑھتا ہے مگر نہیں ہوتا۔ اور ایک بار شروع کر کے ختم کئے بغیر بیچت کو چھین نہیں آتا غضب کا دل فریادیل ہے اور اس پر مہف کی جو دیوانی اور شہسازانہ ترقی نے صاحب کو دیا ہے۔ نیکی اور بدی۔ گناہ اور پاکبازی۔ افلاس و قتل کے بے شمار حیرت خیز نظارے پیش کئے ہیں۔ اس کتاب کا ترجمہ بڑی محنت سے کیا گیا ہے۔ جو ہر خیال سے اہل عبارت کے مطابق ہے۔ مگر پھر بھی ترجمہ معلوم نہیں ہوتا۔ سیکڑوں سنات و شوقی موصول ہوتی ہیں۔ ضخامت ۴۸۴ صفحات سے زیادہ قیمت مدد محمولہ ایک۔

جدا جدا حصے میں طلب کئے جاسکتے ہیں۔ حصہ اول کی قیمت پھر اور باقی ہر حصہ کی ۱۲ روپے

محمولہ ایک ہے۔

لال بہادر کس، پانڈر روڈ نوکھا لاہور

آخری درج شدہ قارئین پر یہ کتاب مستعار
 لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
 صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائیگا۔

۱۰۸۵۰۵۰۰
 ۱۰۸۵۰۵۰۰
 ۱۰۸۵۰۵۰۰

کتابخانه
 جامعہ اسلامیہ
 دارالعلوم دیوبند
 ۱۔ کتابیں جو اس کتاب کے ساتھ مل کر خریدی گئیں
 ۲۔ کتابیں جو اس کتاب کے ساتھ مل کر خریدی گئیں
 ۳۔ کتابیں جو اس کتاب کے ساتھ مل کر خریدی گئیں
 ۴۔ کتابیں جو اس کتاب کے ساتھ مل کر خریدی گئیں
 ۵۔ کتابیں جو اس کتاب کے ساتھ مل کر خریدی گئیں
 ۶۔ کتابیں جو اس کتاب کے ساتھ مل کر خریدی گئیں
 ۷۔ کتابیں جو اس کتاب کے ساتھ مل کر خریدی گئیں
 ۸۔ کتابیں جو اس کتاب کے ساتھ مل کر خریدی گئیں
 ۹۔ کتابیں جو اس کتاب کے ساتھ مل کر خریدی گئیں
 ۱۰۔ کتابیں جو اس کتاب کے ساتھ مل کر خریدی گئیں

